YOUTH PARLIAMENT PAKISTAN
YOUTH DEBATES

Friday, September 22, 2012

The Youth Parliament of Pakistan met in the Margalla Hotel Hall, Islamabad, at half past nine O' clock in the morning with Madam Deputy Speaker (Ms. Sara Abdul Wadood Khan) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

میڈم ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی تیمور شاہ صاحب۔

جناب تیمور شاہ: یہاں پر at the ending session of the Youth Parliament صوبائیت، پنجابیت اور سندھ کی بات ہو رہی ہے۔ میرے بھائی نے بگٹی کے قتل کے resolution دی ہے، پرویز مشرف نے ملک کا آئین توڑا تھا، اگر بھٹو کے خلاف ایک قتل کا مقدمہ چلایا سکتا ہے جو کہ وزیر اعظم تھا تو سابقہ صدر کو کیوں نہیں بلایا جا سکتا، اس کو اکیس توپوں کی سلامی دے کر بھیجتے ہیں اور بعد میں کہتے ہیں پنجاب سے ہے۔ پنجابی کی ایک مثال ہے ''وچوں وچوں کھائی جاؤ، اتوں رولا پائی جا'' یہ کام مت کریں۔

(مداخلت)

Madam Deputy Speaker: I said earlier when an honourable member is speaking, point of order

پر بیچ میں نہ disturb کریں۔

ایک معزز ممبر: لسٹ میں میرا نام تھا I want to speak also میرا بھی نام تھا۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: علی رضا صاحب۔

جناب علی رضا: میں تو سب سے کم وقت لیتا ہوں۔ I think we should maintain decorum. Youth Parliament ایسا platform نہیں ہے کہ ہر کوئی provincialism کی بات کرے۔ بہرحال میں resolution کے بارے میں بات کرنا چاہوں گا۔ آپ لوگ بار بار کہہ رہے ہیں کہ ہم provincialism کی بات نہیں کر رہے جبکہ آپ لوگ زور زور سے desk بجا رہے ہیں تو یہ احساس ہو جاتا ہے کہ یہ بات غلط ہے، اس چیز کو نہیں ہونا چاہیے۔ ہمیں پاکستان کی بات کرنی چاہیے۔ میں نجیب صاحب سے درخواست کروں گا کہ آپ آج تک بلوچ رہنماؤں اور ان کے resources کی بات کرتے رہے ہیں، اگلی مرتبہ ہم آپ سے توقع کریں گے کہ آپ بلوچستان کی بات کریں، جس میں پشتون اور ہزارہ بھی ہیں۔ وہ بھی equal stakeholders ہیں اور اس کا مطلب یہ ہے وہ سب مل کر بلوچستان کی ترقی اور ultimately پاکستان کی ترقی کے لیے کوشش کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ جہاں تک مشرف کا تعلق ہے تو جو قتل کرے گا تو قتل کی سزا قتل ہے۔ جو گستاخ ہے، اس کی سزا پھانسی ہے۔ اس کا way forward یہ ہے and I would expect that honourable members ایک resolution propose کریں جس میں ناراض بلوچ رہنماؤں کو واپس بلایا جائے۔ 2013 elections year ہے، اس سال قوم کو بلوچستان، بلوچ عوام کو ان کے leaders کی ضرورت ہے اور وہ واپس آئیں گے تو یہ ان کا پاکستان پر بہت احسان ہو گا۔

محترمہ شہیرہ جلیل الباسط: میں چاہتی ہوں کہ اب لڑکیوں کو defend کرنے دیں۔

Madam Deputy Speaker: I don't treat anyone as girls or boys. So kindly don't question me like that کہ میں لڑکیوں کو وقت نہیں دے رہی۔

محترمہ شہیرہ جلیل الباسط: قائد حزب اختلاف نے کہا کہ ہمیں resolution کی سمجھ نہیں آئی اور کچھ بھی بولے جا رہے ہیں۔ I am sorry ہمیں انگریزی سمجھ آتی ہے، ہمیں resolution کی بالکل ٹھیک سمجھ آئی ہے اور ہم نے بہت ادب سے ان کو کہا کہ ہم آپ کی بلوچستان پر resolution کی بہت قدر کرتے ہیں لیکن ہمیں way forward چاہیے۔ ہم نے تو آغاز ہی یہاں سے کیا ہے کہ yes respect it, we want a way forward اور آپ بار بار کہتے ہیں کہ precedent set کریں، ان کو واپس بلائیں، وہ criminal ہے، he should come تو اور بھی بہت سے criminals باہر بیٹھے ہیں، ان کو بلا نہیں رہے۔ You want to name the criminals, I did not do that, I have the full list لیکن آپ بار بار پنجاب کی بات کرتے ہیں۔ کل ایک resolution pass ہوئی---- اگر میں نے ایک بیان دیا جو مناسب نہیں تھا تو I apologize but …. Degradation کو پنجاب سے جوڑنے کی ضرورت نہیں ہے we are proud of Punjab but that does not mean that we are not Pakistani. Stop considering that کہ ہم لوگ biased ہو رہے ہیں، ہم نے آغاز ہی یہاں سے کیا ہے کہ we want a way forward. We acknowledge you fact but we want a way forward. Thank you.

جناب تبریز صادق مری: میڈم سپیکر! میں صرف ایک بات کہنا چاہوں گا کہ میرے کہنے کا مطلب یہ نہیں تھا کہ آپ resolution کو سمجھ نہیں پائے۔ میرا مطلب تھا کہ resolution کچھ اور کہہ رہا ہے اور ہم اس کو کسی اور direction میں لے گئے ہیں which is not the right way. Secondly, what I meant to say was کہ ہم جتنے بھی ممبران ہیں، ہم سب کو یہ بات سمجھنی چاہیے کہ Pakistan is just like a fist آپ ایک یا دو انگلیوں کو الگ کر دیں تو it is not as powerful as it would be as a fist پنجابی بھی ہمارے بھائی ہیں، بلوچ بھی بھائی ہیں، ہم سب بھائی ہیں، ہمیں اس چیز کا یہاں پر مظاہرہ کرنا چاہیے۔ اگر کسی سندھی کو درد ہوتا ہے تو اس کا درد پنجابی کو بھی محسوس ہوتا ہے۔ اگر کسی پنجابی کو درد ہو تو وہ بلوچ کو بھی محسوس ہوتا ہے۔ It goes for everyone اور یہاں ہمارے جتنے بھی ممبران نے صوبوں کو سامنے رکھ کر بات کی ہے، میرا خیال ہے کہ this is something condemnable اس طرح کی باتیں نہیں کرنا چاہییں تھیں میں صرف یہ کہوں گا کہ what is done is done, let us move forward and for moving forward this is better way کہ آپ دوسروں کے احساسات کا خیال کریں and let us move forward with a very positive intent. Thank you.

میڈم ڈپٹی سپیکر: سراج میمن صاحب۔

جناب سراج میمن: میڈم سپیکر! شکریہ۔ میڈم! Resolution سے ہٹ کر بات کی گئی لیکن میں اس کی wording پر ہی قائم رہوں گا۔ میڈم! میں شہید اکبر بگٹی کے قتل کی شدید مذمت کرتا ہوں اور resolution میں لکھا ہے کہ he should be brought in front of the court وہ ہونا چاہیے۔ میں بلوچستان کے way forward کے سلسلے میں بات کرنا چاہوں گا کہ اگر آپ غیور بلوچ عوام کو واپس national fabric میں لانا چاہتے ہیں تو مشرف کو واپس لانا ہو گا۔ یہ کہتے ہیں کہ way forward نہیں ملتا، یہی way forward ہے۔ بلوچستان کی youth anti Pakistan ہو رہی ہے، وہ کیوں ہو رہی ہے، اگر آپ ان کو national fabric میں جلد واپس لانا چاہتے ہیں تو مشرف، غدار آئین اور قاتل شہید اکبر بگٹی کو واپس لانا ہو گا۔ یہ extra judicial murder تھا، یہاں اس resolution میں اس کو غلط رنگ دیا گیا ہے۔ میرا اگلا point یہ ہے کہ اس میں آرمی کے جوان بھی شہید ہوئے تھے، ان کی مکمل تحقیقات ہونی چاہیے تھی۔ جب اکبر بگٹی شہید کا جنازہ لایا گیا تھا تو ان کے خاندان کو دیکھنے نہیں دکھایا گیا تھا۔ اس کا کسی کو کچھ پتا نہیں ہے اس لیے اس کی مکمل investigation ہونی چاہیے۔ میرے ایک colleague نے یہ بات کہی کہ بار بار بلوچستان کے leader کی بات کی جاتی ہے تو ان سے گزارش ہے کہ we are talking about the rule of law. We are the parliamentarian ہم قانون سازی کرتے ہیں اور اس کی interpretation Judiciary کرتی ہے اور جب extra judicial murder ہوتا ہے تو ہم اس کی مذمت بھی نہیں کریں گے تو کون کرے گا۔ It is a public forum. آخری بات یہ ہے یہ national and public issue ہے۔ ہم روٹی والی بات کرتے رہتے ہیں، ایک بڑا صوبہ جو پاکستان کی 44% ہے، اس کے main leader کی بات نہیں کریں گے تو کس کی بات کریں گے۔ شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: Thank you. Honourable Prime Minister sahib.

جناب ہاشم عظیم (وزیر اعظم): بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سپیکر صاحبہ! آج اس ایوان میں جو باتیں کی گئیں ان سے بہت سے sentiments hurt ہوئے۔ میرا تعلق بھی پنجاب سے ہے، ''میں اس ایوان میں پنجاب دی غیور عوام ولوں ایک پیغام دینا چاہنا واں کہ پنجاب دی غیور عوام نے سب تو پہلاں پاکستان دی گل کیتی۔

اسی پہلے پاکستانی تے فیر پنجابی آں''۔ اس کے بعد میں یہ کہنا چاہوں گا کہ آج پانچواں session ہے ہم بالکل parting note کی طرف چلے گئے ہیں، آپ تاریخ کے اوراق پر نظر دوڑائیں، تاریخ اور record کو دیکھ کر بات کریں۔ آپ verbatim reports نکالیں، پھر پتا لگے گا کہ پنجاب نے بڑے بھائی کا ثبوت دیا ہے کہ نہیں۔ آپ کو پتا چلے گا جب آپ یہ verbatim reports پڑھیں گے کہ پنجاب کو بلوچستان سے اگر آدھا، one third, one fourth time بھی دیا ہو۔ ہم نے بڑے بھائی کا ثبوت دیتے ہوئے federation مضبوط کرنے کی بات کی۔ میں ایک پنجابی کے طور پر کہتا ہوں کہ ہم تمام پنجابی صوبائی عصبیت پر لعنت بھیجتے ہیں۔ ہم جاگ پنجابی جاگ کے نعروں کو ہمیشہ کے لیے رد کرتے ہیں۔ سپیکر صاحبہ! اگر پنجاب کی specifically بات کی جائے تو یہاں پانچ ہزار بلوچ طالبعلم پڑھ رہے ہیں اور اس Youth Parliament میں بلوچسستان کے پانچ ممبران ہیں، جن میں سے تین پنجاب میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ اگلے سال بلوچستان کے students کے لیے government universities میں پندرہ ہزار کا quota کر دیا گیا ہے۔ سپیکر صاحبہ! جس طرح پرویز مشرف کے trial کے حوالے سے بات کی گئی تھی تو یہ بالکل ٹھیک ہے کہ بلوچستان کے اور ہم سب کے leader نواب اکبر بگٹی پاکستان کی تحریک میں شامل تھے، ہم سب کو پتا ہے، کوئی deny نہیں کرتا لیکن اس کے ساتھ اور چیزیں بھی اہمیت کی حامل ہیں۔ پرویز مشرف کا trial صرف اس لیے ہی نہیں بلکہ اس لیے بھی ہونا چاہیے کہ اس نے دو تہائی اکثریت والی حکومت کو برطرف کیا۔ اس نے پاکستان کے آئین کو معطل کیا، ججوں کو گھر بھیجا، آزاد عدلیہ پر حرف اٹھایا، لال مسجد پر آپریشن کیا، امریکہ کے ساتھ yes boss policy اپنائی، ڈرون جس کا اس ملک کو پتا ہی نہیں تھا، اس کو متعارف کرایا اور لاکھوں جانوں کا زیاں کیا۔

Madam Deputy Speaker: Thank you. Let me put this resolution to the House.

(The resolution was adopted)

Madam Deputy Speaker: Let me suspend rules of business. We have an honourable gust with us. Ladies and gentlemen, let us welcome Senator Mian Raza Rabbani sahib.

Let me introduce honourable gust Mian Raza Rabbbani with you all. Mian Raza Rabbani is the Chairman of Parliamentary Committee on National Security. He is Senator politically affiliated with the Pakistan Peoples Party Parliamentarian from Sindh province. He has also very ably lead the Parliamentary Committee on Constitutional Reforms in the current parliament which has culminated in the proposals behind the 18th, 19th and 20th Constitutional Amendment Bills. He has also chaired the 18th Constitutional Amendment Implementation Commission. He has served as Federal Minister for Inter-provincial Coordination. Mr. Raza Rabbani was born in Lahore on July 23rd 1953. After early education in Habib Public School Karachi, he joined the University of Karachi where he got his BA and LLB degrees. Mian Raza Rabbani pioneered the National Organization of the Progressive Students and was its founder Chairman from 1971 to 1974. During previous parliamentary tenures Mian sahib has served as Advisor to the Prime Minister on Inter-Provincial Coordination from March 2010 till February 2011. He has been the Leader of the House Senate of Pakistan from March 2008 till March 2009. Leader of Opposition Senate of Pakistan from January 2005 till March 2006 and from June 2006 till March 2008. Member Standing Committee on Foreign Affairs from 1996 till 1999 and the member Senate Standing Committee on Law and Justice from 1996 till 1999. He is been the Chairman of Senate Standing Committee on Information and Broadcasting from 1996 till 1999 and has been the Deputy Leader of the Opposition Senate of Pakistan from 1996 till 1999. He is been also Minister of State for Law and Justice from 1994 till 1996 and the Chairman Senate Standing Committee on Sports and Culture from 1993 till 1994 and Advisor to the Chief Minister Sindh for Cooperative from 1988 till 1990. Let me tell you as well that he been the author of a book Biography of Pakistan Federalism, Unity and Diversity. Sir, we have honour to have you with us.

Mian Raza Rabbani: Madam Speaker distinguished Prime Minister, Leader of the Opposition, members of the cabinet and distinguished members of the Youth Parliament. Let me say that it is in deed a singular honour for me to be present here amongst all of you because undoubtedly the torch of Pakistan's leadership is now in the process of being handed down to a new generation and we hope this new generation which will take up the mental of leadership of our beloved country Pakistan will tampered in struggle and in that political struggle they will learn the vicissitudes, the ups and downs and the riggers that are involved in running a country and in assuming the responsibilities of running that country. I have been told that today and to talk to you on the issue of civil and military relations. I would also say that I would

like to make just a brief opening statement because I believe that the actual essence of any debate comes in the questions and answers and I believe that we are having questions and answers. I think we should we devote more time to that but in the initial let me just say that it seems quite unique, different, acquaint when we living in a democracy or going through in a transition our confronted is a topic like Civil Military Relations and I say this because in any democracy, I thing the word relation in terms of civil and military should not occur for the simple reason that it may be a relation of sorts but in actual fact it has to be a subordination to civil rule, a subordination to parliament, a subordination to the will of the people

لیکن جب ہم یہ بات کرتے ہیں تو ہمیں تھوڑا سا اپنے ماضی میں جانے کی ضرورت ہو گی اور مختصر طور پر میں یہ کہنا چاہوں گا کہ یہ بات اس لیے ہمارے معاشرے میں اہمیت اختیار کر جاتی ہے کیونکہ جب پاکستان معرض وجود میں آیا تو قائد اعظم نے پاکستان کا جو تصور دیا وہ ایک welfare state کا تھا لیکن بدقسمتی سے لیکن اگر آپ قائد اعظم کی گیارہ اگست 1947 کی تقریر پڑھ لیں تو اس میں واضح الفاظ میں پاکستان کا roadmap دیا گیا تھا لیکن بدقسمتی سے پاکستان welfare state نہ بن سکا اور پاکستان کو ابتدا ہی میں ایک garrison state or security state بنا دیا گیا۔ جب پاکستان garrison or security state بنا تو تمام تر توجہ اور priorities change ہو گئیں اور policy making کا محور جسے پارلیمان، سیاسی قیادت یا سیاسی جماعتوں کو ہونا چاہیے تھا، وہ تبدیل ہو گیا پاکستان میں ایک نئی کلاس نے جنم لیا اور وہ civil military bureaucracy کی شکل تھی۔ اس civil military bureaucracy نے اپنی policy making پر چاہے وہ internal or external policies ہوں، چاہے foreign policy or economics ہوں انہوں نے اس پر اپنا تسلط قائم کر لیا اور جب اس کے اوپر اپنا تسلط قائم کر لیا تو بدقسمتی سے I have no qualms in admitting it as a political worker that the political forces of that time because of their vested interests, because of the feudal class became subservient to them اور اس کے ساتھ ساتھ یہ ہوتا گیا کہ پاکستان کے اندر the concept which had gone with the British of the burden of the white man to rule of divide and rule came into being in a new being and that was the burden of the *Kala Sahib* to rule Pakistan and that was the question of dividing the people لوگوں کو تقسیم کر کے ان پر حکمرانی کرنا، فضول سے issues کو ابھارنا تا کہ لوگوں کی توجہ ان کے اور ملک کے اصل مسائل سے دور رہے، یہ ایک pattern بن گیا۔ اس pattern میں جو بھی fit نہ آیا، اس کو عبرت ناک سزا دی گئی تا کہ وہ دیگر کے لیے ایک مثال بن سکے لہذا بہت عرصے تک تو کوئی relationship تھا ہی نہیں

it was one way traffic and again I have no qualms in admitting that whether it was our government or the government of any other political party, we were all hostages to civil military bureaucracy. Policy making was and still is to a very great extent their own domain and Parliament, political leadership and political parties are considered to be intruders particularly in the domain of national security, foreign affairs because it is thought and it is been propagated and let us be frank that a perception has been created that politicians are inapt, clueless, corrupt and their patriotism also brought into question. Therefore national security and foreign policy can't be left to them and in this overall design very quickly the equation that emerged was the civil military bureaucracy at the helm and as and when they so wanted and pleased those political leaders or political parties which served their vested interests or essentially the feudal class was asked to

come forth and support them. This equation was further bolstered with the concept of the national security state keeping that in mind this was further bolstered by the religious rite. So you had an equation of the civil military bureaucracy, the feudal land lords and the religious rite and unfortunately prior to the present judiciary as and when the constitutional deviations and constitutions were abrogated you had the judiciary coming and giving the legitimacy to martial laws and the abrogation of the constitution. It was only the present judiciary which put its foot down and did not validate the steps of Mushraf the dictator and following that suite it was only this parliament through the 18th amendment which repeal the 17th amendment which that the indemnity given under Article 270 AA to the steps of the dictator was withdrawn and thus this became the first parliament in Pakistan's political history which did not endorse or stamp the steps of a military dictator but having said this and keeping this in the background we are now confronted with the situation

اور اب یہ دیکھنا ہے کہ اس سے آگے کیسے بڑھنا ہے۔ میں نے آپ کو تھوڑا سا تاریخی پس منظر بتایا ہے تا کہ یہ بات آپ کے ذہن میں ہو کیونکہ جو primary institutions ہیں، ان میں military bureaucracy نہیں ہے۔ پاکستان کے اندر جو ڈھانچہ بنا ہے، اس میں چار primary institutions ہیں۔ They are the Parliament (the Legislature), the Executive, the Judiciary and the Media. دیگر secondary institutions ہیں اور اب ہم transition phase میں ہیں اور جمہوریت کی طرف آگے بڑھ رہے ہیں تو ہمیں یہ بات واضح طور پر سمجھ لینی چاہیے کہ وفاق پاکستان جمہوریت کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ وفاق پاکستان اب federalism and devolution of power کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ اس لیے جو بھی یہ خوفناک کھیل کھیلنا چاہتا ہے تو اس کو یہ بات مد نظر رکھنی چاہیے کہ وہ وفاق کے ساتھ کھیل رہا ہے اور میں نہیں سمجھتا کہ پاکستان کے عوام اب کسی کو وفاق کے ساتھ کھیلنے دیں گے۔ میں عرض کر رہا تھا کہ جب ہم اس بات کو تسلیم کر لیتے ہیں کہ اب جمہوریت لازم ہے تو اس میں کیا relationship ہونا چاہیے۔ میری ان باتوں سے یہ تاثر نہ لیجیے گا کہ میں فوج کے خلاف ہوں۔ میں فوج یا فوج کے ادارے کے خلاف نہیں ہوں لیکن ہاں میں ہر اس فوجی جنرل یا ہر اس فوجی adventurer کے خلاف ہوں جو شبخون مارے اور پاکستان کے آئین کو ختم کرے۔ فوج کا اپنا کردار ہے اور ہم اس role کو deny نہیں کرنا چاہتے۔ National security میں فوج کا ایک role ہے جو خطے کی صورتحال میں بالخصوص اور اس وقت جو اندرونی صورتحال emerge ہو رہی ہے جس کا ایک باب آپ نے کل دیکھا جو internal situation develop ہو رہی ہے کہ کل protest کا دن تھا، ساری مسلم امہ میں احتجاج ہوا، پاکستان میں بھی ہوا اور حکومت نے بھی کہا کہ ایسی فلم جو رسول اللہ □ کی شان کے خلاف بنائی گئی ہو، اس کو ہم سب سختی کے ساتھ condemn کرتے ہیں۔ ایک دن مختص کیا گیا اور تعطیل کی گئی۔ American Council General جو Ambassador کی جگہ کام کر رہا ہے، اس کو بلا کر demarche دیا گیا۔UN میں بات اٹھانے کی بات کی گئی، وزیر اعظم نے کہا کہ international law on blasphemy بننا چاہیے اور پاکستان کی عوام جوق در جوق سڑکوں پر تھی لیکن میں آپ پر چھوڑتا ہوں کیونکہ پھر ہم بہت digress کر جائیں گے کہ وہ کون لوگ تھے اور کون سے عناصر تھے جنہوں نے اس کو پرُتشدد بنا دیا اور نقصان کس کا ہوا؟ مسلمان اور پاکستانی کا ہوا۔ آپ کے میرے بھائی کا ہوا جو عاشق رسول □ بھی ہے لیکن ایجنڈا شاید کچھ اور ہو گا میں اس کا تذکرہ اس لیے

کیا کہ internal security کی بات ہو رہی تھی۔ فوج کے ساتھ ایک relationship ہونا چاہیے لیکن بنیادی بات اس civil military relationship میں یہ ہونی چاہیے کہ ascendancy اول تو درست لفظ supremacy ہے لیکن اگر کسی کو یہ لفظ پسند نہ ہو تو میں کہتا ہوں کہ اس relationship میں ascendancy civil and parliament کی ہونی چاہیے اور ہم یہ کوئی انوکھی بات نہیں کر رہے۔ جہاں جہاں جمہوریت ہے، وہاں یہ سلسلہ جاری ہے۔ یہ ہمیں انوکھی لگتی ہے کیونکہ ہم نے ماضی میں یہ نہیں دیکھا لہذا میں یہ سمجھتا ہوں کہ مشاورت ہونی چاہیے لیکن پالیسی کے اندر مشاورت ہونی چاہیے لیکن guideline and final decision کہ پالیسی کیا ہو گی، یہ فیصلہ پارلیمان کو کرنا چاہیے کیونکہ وہ پاکستان کے عوام کی نمائندہ ہے۔ فوج یقیناً national security and foreign policy میں ایک major stakeholder ہے، ان کے ساتھ ہر قدم پر مشاورت ہونی چاہیے۔ بلال صاحب نے آپ کو وہ recommendations on civil military relations جو PILDAT نے تیار کی تھیں، دی ہوں گی۔ میں ان سے تھوڑا سا اختلاف کرتا ہوں اور اس لیے کرتا ہوں کہ یہ بات درست ہے اگر ہم definitions پر چلے جائیں

it is correct that the definition of national security has undergone a major change and now it is no longer exclusively external and internal threats and that education, health, environment and all of this is now come into frame but I think that given the Pakistani context because any and everything has to be viewed and applied in your own given context and I think given the Pakistani context, given the Pakistani experience for the moment that would be broadening the ambit and I would like to keep that ambit for the moment till we have all stakeholders mentally agree with it, till we have a change in mindset, I would like to keep it restrictive. No.2, I most certainly would not go along with the idea of having a National Security Advisor to you Mr. Prime Minister because I have seen through experience that a National Security Advisor creates more problems rather than solves them. There began to take place a tough war between the Minister of Defence and the National Security Advisor and then in already a very lose administrative set up because unfortunately our systems have not developed. You are creating another center of power and then people don’t know where to look and where the blame should go and who should they look for authority. So I am against that. I am also against the concept of a National Security Council. This council was the brain child of military dictators. Pakistan’s people have spoken against the National Security Council. Mushraf brought it in a form of an amendment first in the Constitution and subsequently a law which this parliament then went on repeal. So I am against the concept of a National Security Council. Yes the Defence Committee of the Cabinet which is under you Mr. Prime Minister. That Defence Committee of the Cabinet needs to be strengthened. I agree with Mr. Bilal to the extent that there should be not one but there should be a number of Think Tanks which are constantly feeding the government, Military the Foreign Office on a number of issues because now it is becoming a world of specialization, expertise. All of you and Cabinet members have the political sagacity and political understanding know the political direction that should be taken, know what policy should be there but what should be the nitty-gritty of that policy that needs to be worked out by a Think Tanks. What would be the implications of that policy? How would it interface internally and externally? That needs to be worked out, that needs to be put in black and white and given in a folder to you so that you can go through it and then take the political decision there and then. So Think Tanks, yes,

but then making that Think Tanks into a committee under the Prime Minister, I would say no. that would again be making the National Security apparatus to top heavy. So what you need is clearly defined lines and a lean setup of National Security with clearly defined lines in which all stakeholders are on board and in which the sentence underlined is civilian ascendancy and by civilian ascendancy I mean parliament. Before Madam Speaker, I take leave I don't claim that this parliament walked the mile but I do take pride on the fact that this parliament has made a beginning. It has made a beginning in the right direction.

مجھے یہ بھی کہنے دیں کہ جہاں پر پارلیمان نے ابتدا کی وہاں پر major stakeholders یعنی civil military bureaucracy نے بھی قدم بڑھایا۔ آپ کو یاد ہو گا، اس کی وجہ کیا ہے، میں اس میں نہیں جاتا شاید وقت کی ضرورت تھی لیکن جو بھی وجوہات تھیں، ایک ابتدا ہوئی ہے اور میں آج کل کے میڈیا کی موجودگی میں نہیں سمجھتا کہ اس ابتدا کا rollback ہو سکتا ہے۔ آپ جیسے نوجوان جو پارلیمنٹ کی شکل میں یہاں بیٹھے ہیں، میں ان کی موجودگی میں اب نہیں سمجھتا کہ یہ rollback ہو سکتا ہے۔ پاکستان کی تاریخ میں پہلی بار پارلیمان کو یہ کہا گیا کہ آپ joint session کریں اور in camera کر لیں اور آپ national security policy پر debateکریں۔ پہلی بار پاکستان کی پارلیمان کی تاریخ میں DG, ISI, DG, Military Operations جس طرح میں آج آپ کے سامنے on the bar of parliament کھڑا ہوں they were standing in front of the bar of parliament اور ان کے ساتھ چھ، سات گھنٹے questions and answers ہوئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ پہلا لیکن چھوٹا قدم ہے اور اس ساری بحث کے نتیجے میں پہلی بار پارلیمان نے national security پر ایک متفقہresolution دیا۔ اس کے بعد یہ پارلیمانی کمیٹی نے جو joint session کے ذریعے معرض وجود میں آئی جس میں تمام سیاسی جماعتیں موجود تھیں 63 unanimous recommendations بنائیں کہ اس resolution کو کس طرح implement کیا جائے اور اس کے بعد جب سلالہ کے واقعے کے بعد نیٹو سپلائی روک دی گئی اور یہ محسوس کیا گیا کہ اب نیٹو، امریکہ اور ایساف کے ساتھ نئے terms of engagement ہونا ضروری ہیں تو اس وقت پھر اس Parliamentary Committee on National Security نے سفارشات مرتب کیں جو پارلیمان میں گئیں، وہاں ان کو دیکھ کر دوبارہ کمیٹی میں بھیجا، کمیٹی نے دوبارہ سفارشات بنا کر پھر پارلیمان کے پاس گئیں۔ پارلیمان نے اس پر debate کی اور اس کے بعد the new terms of engagement with the United States, IESAF and NATO was unanimously passed by the parliament. اس دوران جو stakeholders تھے ، اس سارے process کے اندر military bureaucracy was essential stakeholder لیکن پارلیمان یا پارلیمانی کمیٹی نے یہ نہیں کیا کہ ان کو مشاورت میں شامل نہیں کیا، all the stakeholders whether it was the Ministry of Foreign Affairs, the Ministry of Defence, the Intelligence Agencies, GHQ they all came before the Committee, they all were consulted and the new terms of references were being framed. میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایک مشاورت کا عمل صحیح سمت میں ضرور شروع ہوا ہے اور ہمیں چاہیے کہ اس پر developکریں۔ جہاں پر میں نے فوج کے adventurism کی بات کی میں سمجھتا ہوں کہ سیاسی جماعتوں اور سیاسی قائدین کو بھی national security and foreign policy کے matters پر party interests کو ایک طرف رکھنا چاہیے اور ملکی مفاد اور ملکی ترجیحات کو پہلے رکھنا

چاہیے کیونکہ اگر ہم اس چیز کو کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے تو یقیناً دوسرے ملکوں کو دیکھ کر رشک کرنے کی ضرورت نہیں رہے گی۔ اگر وہاں پر دو چیزوں پر continuity ہے

whether it is a republican or democratic government, whether it is a labour government or conservative government a shade of change here, a shade of change there, a little more pink here, a little more green there, a little more red there but essentially the corner stone of national security policy and corner stone of foreign policy remains the same because it is dictated by their own national interests and that is what political parties inclusive of my political party and that is what political leadership in Pakistan must learn to mature and come of age. I am Madam Speaker once again thankful to you and through you to the Prime Minister, his Cabinet, the Leader of Opposition and members of the Youth Parliament for having given me this opportunity. Thank you.

Madam Deputy Speaker: Thank you. Let us move to the question answer session. Mr. Jamal Jamee.

جناب جمال نصیر جامعی: جناب، میرا سوال یہ ہے کہ پاکستان میں ہر مارشل لا کے بعد پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت آئی ہے۔ ایوب خان، یحیی خان کے بعد بھٹو صاحب، ضیا الحق کے بعد محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ اور مشرف کے بعد آصف علی زرداری صاحب لیکن آپ لوگوں نے نہ تو ان تمام آمروں کا trial کیا اور نہ ہی impeachment کیا اس کی کوئی خاص وجہ ہے اور اسی وجہ سے لوگوں میں وہ grief's باقی رہ جاتے ہیں اوراس کے بعد وہ زخم تازہ ہو جاتے ہیں اور چار سال بعد لوگ آمروں کو یاد کرنے لگتے ہیں۔ شکریہ۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: آپ کی بات تاریخی طور پر بالکل درست ہے اور شاید پارٹی کے اندر ایک thinking یہ بھی رہی کہ جن military dictators کو replace کیا گیا، ان کے trials ہونے چاہیے تھے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اگر آپ ان حالات اور situation کو جب پاکستان پیپلز پارٹی کی مختلف حکومتیں military dictatorships کے بعد آئیں کو مدنظر رکھیں تو شاید وہ ایک مناسب اقدام نہ ہوتا۔ وہ وقتی طور ایک popular اقدام ضرور ہوتا لیکن in the long term national stability اور ملکی مفاد کے لیے شاید فائدہ مند نہیں تھا۔ دوسری بات یہ کہ اگر آپ ایک evolutionary process کے ذریعے اور جب ہم جمہوریت اور انتخابات کی بات کرتے ہیں تو یہ ایک evolutionary process ہے جس کو revolutionary processکے ساتھ intermingle and intermix نہیں کر سکتے۔ Evolution کی اپنی dynamics ہوتی ہیں revolution کا اپنا momentum ہوتا ہے۔ اگر revolution کے ذریعے عوام کو اقتدار حاصل ہوتا ہے تو پھر آپ موجودہ وقت کے حکمرانوں کے ساتھ جو بھی کام کرے وہ اس revolutionکیspirit میں کھپ جاتا ہے لیکن اگر آپ evolutionary process کے ذریعے آئیں تو already political spectrum divided ہوتا ہے اور اس divided political spectrum کو اکٹھا کر کے آگے چلنا، محترمہ شہید کی جو کتاب تھی یا بعد میں جو ان کی philosophy بنی یقینی طور پر وہ اس وقت سے چل رہی تھی لیکن آگے چل کو وہ annunciate ہوئی،وہ policy of reconciliation ہے۔ آپ کو ہر مکتبہ فکر اور ہر stakeholder کو ساتھ لے کر چلنا ہے کیونکہ آپ جب ایک Chief of Army Staff کے خلاف act کرتے ہیں تو

you are not acting against that individual and you are acting against the institution اور یقینی طور پر آپ institution کے خلاف اقدام نہیں اٹھا سکتے۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے موجودہ evolutionary process میں اس پالیسی کو لے کر چلنا ہے گو کہ آئین کے اندر Article 6 موجود ہے لیکن وہ بھی deterrent نہیں بنا۔ Deterrent military dictatorship یا کسی بھی dictatorship کو روکنے کے لیے عوام کی قوت اور ان کی mobilization ہے، that is the only affective deterrent ورنہ آپ کتنے ہی قوانین statutes پر لے آئیں they will just keep lying like that.

میڈم سپیکر: جناب عمر ریاض صاحب۔

Mr. Muhammad Umar Riaz: Sir, my question to you is that as you have rightly pointed out that today is the era of specialization and the Think Tanks hold a great importance in the world of today. What kind of relationship should exist between a particular Think Tank and the four prime institutions the four pillars of the state? You said that you do not favour the concept of the national security advisor and National Security Council. Sir, we do know that we have a lose administrative set up within the country so would you please elaborate your concept that how a national security advisor, we do know that he would become a center of power and if he becomes the center of power, how he would be adversely affecting the whole state machinery and how would he be damaging the interests of Pakistan? Thank you.

Senator Mian Raza Rabbani: Your first question relationship between the Think Tanks and various government functionaries, I think there can be no defined parameters according to me of relationship between a Think Tank and various government functionaries. What essentially happens abroad is that Bilal Sahib will correct if I am wrong that there are perhaps two types of Think Tanks. One are independent Think Tanks which carry out research on a number of issues and their research papers are there. If the government wants to take benefit from it, they use their papers and they get them over for a discussion over table. The other are related or affiliated with a particular department or with a particular ministry or the government and they are of course are tasked. For example if a Think Tanks which is affiliated with the Foreign Office, then whatever the issues that are confronting the Foreign Office at that time or on which they want some research done, they would probably tell them that this is on which we would like to have a research paper and they would produce that. Again it is for the political leadership at that time in consultation with all the stakeholders as to what decision they would take viz a viz the paper or the policy which they have chinned out. Coming to your second question about the National Security Council and the Advisor on National Security I need not go in to details on the question of the National Security Council because the National Security Council as it was envisaged, you are the Minister for Law, you would very ably realize the fact that was a half baked house between a presidential or a quasi presidential and parliamentary form of government. Since now we are moving towards a totally parliamentary form of government, it would not a, fit into the scheme, b, it could be said that let it be headed by the Prime Minister rather than by the President but I think the name and the rule that the National Security Council had or had played during the days of dictatorship particularly Musharaf’s has given it a bad name and therefore it is something which political forces are not ready to accept. Over a

period of time unanimity has developed on the question of developing the Defence Committee of the Cabinet which makes it more sub linemen which brings it more under civilian control then anything else. The question of the National Security Advisor, I pointed out very briefly earlier that it creates new centers of power and already in a weak and frail political administrative setup creation of new centers of power only goes to messy the situation and it only goes to complicate things. You have then the National Security Advisor playing against the Defence Minister. The Defence Minister playing the National Security Advisor. The Army Chief, the Naval Chief. the Air Chief and the Joint Chief not knowing where to look, counter and cross signals coming so it really does not help. What you do require is as I said earlier a very clearly defined line of command and which is lean. Not flabby, not fat but which is lean.

میڈم سپیکر:جناب سراج میمن صاحب۔

جناب سراج میمن: جناب میرا سوال ہے کہ جب آپ civil military relations کی history narrate کر رہے تھے آپ نے کہا تھا کہ قائد اعظم نے اپنی گیارہ اگست کی تقریر میں ایک welfare state کا ارادہ کیا تھا بعد میں آپ نے یہ کہا کہ پاکستان ایک garrison or security state میں تبدیل ہو گیا۔ یہ جو اسمبلی جو democratic setup تھا اس کا محور civil military bureaucracy بن گیا تھا۔ میرا سوال یہ ہے کہ یہ محور کن وجوہات کی بنا پر تبدیل ہوا؟ آزادی کے بعد جو کام پارلیمنٹ نے کرنا تھا وہ civil military bureaucracy کی طرف چلا گیا اور وہ کافی عرصے تک یہی کام کرتے رہے۔ شکریہ۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: آپ کا اچھا اور جامع سوال ہے اور اس پر بہت سی کتابیں بھی لکھی گئی ہیں۔ میں اس کو مختصر کرنے کی کوشش کرتا ہوں کہ اگر قائد اعظم زندہ رہتے اور وہ دیکھ پاتے کہ state کو eventuallyکن rails پر چلنا ہے تو شاید یہ issue نہ آتا اور قائد کے بعد اگر لیاقت علی بھی رہتے تو شاید صورتحال کچھ مختلف ہو جاتی لیکن اس کے بعد جو صورتحال develop ہوئی political leadership weak تھی اور political structure in the terms of political parties موجود نہیں تھا اور دوسری طرف ایک well organized, well read literate force تھی which was there in the shape of civil bureaucracy and eventually which developed in the shape of the military bureaucracy as well اور اس کے ساتھ ایک concept develop کیا گیا کہ India is out to dismantle the new state اور نئی ریاست کو زندہ نہیں رہنے دیا جائے گا اور اس کی unity کا محور صرف religious basis ہو سکتا ہے تو یہ تمام factors اور آپ equation کے اندر دیکھیں گے کہ religious right بھی اس کے اندر آتا ہے۔ If I very briefly give an answer, then I would say that this is about it.

میڈم ڈپٹی سپیکر: جناب حسن اشرف صاحب۔

جناب حسن اشرف: آپ سے ایک مرتبہ پہلے بھی ملاقات ہوئی تھی۔ You spoke about 18th Amendment and you were actually involved in drafting the bill آپ نے mention کیا کہ وفاق کی مضبوطی کے لیے power devolution ضروری ہے۔ provinces Health and Education کو devolve ہوئی تو Federal Government کے جو projects کشمیر میں چل رہے تھے، ان کا کیا ہوا اور future policy کیا ہے؟ After 18th

Amendment 1974 کے ایکٹ میں ترامیم کی باتیں ہو رہی ہیں۔ وٹو صاحب کی statements آتی رہتی ہیں کہ tax collection Kashmir Council کے پاس رہے گی، کشمیر کی زمین کی آمدنی کشمیر کونسل کے پاس رہے گی تو کشمیر کونسل کو وفاق کی مضبوطی یا power devolution کے لیے ختم کیوں نہیں کر دیا جاتا؟ شکریہ۔

Senator Mian Raza Rabbani: Stricto senso 18th Amendment has noting to do with Kashmir because according to the Constitution and internally we can't. So the question of health and education and devolution in terms of 18th Amendment and its applicability on AJK

یہ اس میں نہیں آ رہی۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: محترمہ انعم سعید۔

محترمہ انعم سعید: جناب! میرا سوال civil and military courts کے سلسلے میں ہے۔ میں خاص طور پر Article 199 (iii) واضح طور پر یہ بتاتا ہے کہ سپریم کورٹ اور martial courts are not accountable. Martial courts any decision regarding any army person is not accountable. ابھی جو NLC کا معاملہ سامنے آیا ہے جس میں تین retired military officials involved ہیں۔ Sir they are not for the time being the part of a military….

سینیٹر میاں رضا ربانی: آپ کے پاس Constitution کی کاپی ہے؟

Miss Anam Saeed: The Constitution states that this law is only for the people who are apart of the military for the time being but persons involved in NLC case are retired persons

ان کو کیوں National Accountability Bureau میں کیوں نہیں لایا جا رہا، GHQ کیوں ان کے records share نہیں کر رہا؟ اسی طرح سے دوسرا سوال ہے کہ last year 4 alleged terrorists on different occasions were found mysteriously dead in the custody of Martial Courts تو کیا civilian court اس کی accountability نہیں کر سکتی؟ Don't you think this instigate a sort of differentiation between civilian and military personals? Thank you.

Senator Mian Raza Rabbani: I just want to check that is why I ask for the Constitution. I don't remember if there is a mention. Law Minister if there is a mention of Military Courts in the Constitution? I don't think so but anyways

آپ کے سوال کا جو overall perspective ہے وہ NLC and civilian versus military accountability ہے۔

It is a slightly complicated issue. The point is that there are civilian courts, the Supreme Court, High Court and so on and yet for the purposes of accountability a number of institutions carry out their own accountability. For example for the Judiciary there is Article 209, through which accountability is carried out and accountability is carried out by their own pierce. In terms of the Armed forces because of the nature of their duty and the nature of work and because it is a uniformed force, they have their own concept of accountability and they have their own process of accountability and this is not unique to Pakistan, it is prevalent everywhere in world. So to that extant I would say yes, that is acceptable, that is something which should be there and it is in place. Now we come down to the specific question of the NLC. I have not gone

through the record but what I have read in the newspapers. It does appear strange to me as well that retired military officers should be reinstated in service and they should be subjected to in Military Court Martial. I suppose perhaps I am not clear about the facts but if they were serving army officers at the time of occurrence of the incident then perhaps there may be a vague justification that when the crime took place, they were serving military officers and therefore they should be subjected to that but as I said I am not clear on facts but that was not the case and they were there in the capacity as retired army officers then it does seem strange and I think that when we are talking about accountability then there are no holly cows. We will have to do away with that concept because if we don’t there will be selective accountability and selective accountability will always turn around to be defendable either in the garb of it being selective or in the garb of it being politically motivated. So I think that it is about time when we have across the board accountability and that should take place. On the question of terrorists who are found murdered, the Supreme Court has already taken notice and taking notice of these incidents that are taking place.

میڈم ڈپٹی سپیکر: شہیرہ جلیل صاحبہ۔

Miss Shaheera Jalil Albasit: Thank you Madam Speaker. Sir, my question is with respective role as the Chair PCNS. The question is we will not be wrong to assume that the trade between Pakistan and India is likely to remain India’s favour for at least one decade. India’s primary dependency on Pakistan is in terms of a transit through. How do you think about reviewing clauses of Afghan Pakistan Transit Trade Agreement (APTTA). How do you think reviewing the clauses and allowing the a greater percentage of Indian goods through our soil to Afghanistan is going to be deterrent for our national security and do you think there prevails a deadlock between civil representation and military bureaucracy on reviewing the clauses of APTTA?

Senator Mian Raza Rabbani: I think this is an ongoing process. There are two points of view. One obviously is the one that you have said and that is a very genuine point of view and there is also the argument that greater liberalization of trade with India will have its adverse affects on Pakistan. That is there but I would not say that there is a deadlock or there a lock jams between the civil and military on this question. I think its ongoing process they are in the midst of consultations and I think there is a new realization which is to be found on both sides and they are look at the situation as it is developing. Both the sides have Pakistan’s national interests before them and I am sure that they will be able to work out a thing which is mutually acceptable to both and which is primarily in Pakistan’s national interest.

میڈم ڈپٹی سپیکر: جناب عبید الرحمٰن صاحب۔

جناب عبید الرحمٰن: شکریہ محترمہ سپیکر۔ محترم سینیٹر رضا ربانی صاحب، military bureaucracy کی بات ہو رہی ہے۔ میں یہ سمجھنا چاہوں گا کہ ہمارے ہاں یہ جو judicial activism نظر آتا ہے، even in case of national security issue اس کو آپ کس طرح دیکھتے ہیں as a new entity اس کا کتنا affect ہے، کیا ہماری line clearly defined ہیں کہ judiciary کا in terms of national security کیا کردار ہو گا؟ جس طرح ہمیں Memo gate سلالہ چیک پوسٹ یا اس طرح کے دوسرے جو issues ہیں تو کیا میڈیا کے ساتھ آج کے

دور میں judiciary بھی national security میں بہت active ہو گئی ہے اور اس کے کیا consequences ہوں گے؟
شکریہ

Senator Mian Raza Rabbani: It is a very interesting question and let me admit it that perhaps for the first time that anybody has put this question in this perspective of judicial activism in the context of national security but let me say that we should not be scared

ہمیں خوفزدہ نہیں ہونا چاہیے۔ جب ایک period of transition ہوتا ہے تو اس میں بہت سی چیزیں آگے پیچھے ہوتی ہیں۔ بہت سے institutions اور بہت سے اداروں میں ایک tough war چل رہی ہوتی اور اس لڑائی میں کبھی لگتا ہے کہ activism ہو رہا ہے۔ کبھی ایسا لگتا ہے کہ کوئی ادارہ اپنے حقوق کو بالکل abdicate کر کے بیٹھ گیا ہے لیکن ایک بات بنیادی بات یہ ہے کہ پاکستان کے آئین میں tricotmy of power defined ہے اور وہ یہ بات بڑے واضح الفاظ میں defined کرتا ہے کہ کس ادارے کا یعنی عدلیہ، executive اور پارلیمان کا کیا کردار ہے۔ جب ایک چیز defined ہے، ایک structure بنا ہوا ہے لیکن وہ structure آمریت کی وجہ سے زنگ آلود ہو گیا تھا اور اس کی حدود کو مختلف آمروں نے مختلف طریقوں سے ختم کرنے کی کوشش کی یا اپنی powers کو بڑھانے کی کوشش کی تو اب وہ زنگ آہستہ آہستہ اتر رہا ہے تو ہر ادارہ اپنی جگہ ڈھونڈنے کی کوشش کر رہا ہے۔

Let me give you an example that you have a small stream and you block that stream, the water will keep accumulating. The moment you lift the blockade, the water rushes and when it rushes, it spills out, you find it gushing but then as it goes on it finds an even keel. It comes within the parameters of stream and then it began to flow. So we are at the moment at the stage where the blockade has been lifted and the water is gushing and you have various institutions trying to look and find their place in accordance with the Constitution. So I don't that is a question of a great worry and I think we also must bear in mind, a lot has been said and the media is also playing it up that there is going to be a clash of institutions. Where is that clash of institutions? I don't see that clash of institutions. It was said when the 18th Amendment came and the Supreme Court took notice of it was said that there is going to be a clash of institutions. Supreme Court is going to strike down the 18th Amendment. The Supreme Court acted very maturely. The Supreme Court referred it back with its observations to Parliament. When again it was said there is going to be a clash of institutions because Parliament will act irrationally and immaturely, Parliament acted rationally. It brought about the 19th Amendment. Where was the clash of institutions? On the NRO matter, it was said that Gillani will not be disqualified, the Peoples Party will not accept that, fair enough, we had our reservations, you can have reservations on judgments of courts. Fair comment is always there but Gillani went as a consequence of the judgment of the Supreme Court, where was the clash of institutions? So I don't think we are moving towards the clash of institutions.

اور نہ ہی میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں زیادہ فکر مند ہونا چاہیے۔ یہ ایک transition process ہے اوراس میں یہ ہوتا ہے۔ آپ ہندوستان کو دیکھ لیں ، ہم ہندوستان کی مثال دینے کے لیے تیار ہوتے ہیں، کیا ہندوستان میں Parliament and Judiciary کا stand off نہیں رہا؟ The India Parliament would pass a Bill, the Indian Supreme

Court strike it down. The Indian Parliament would again pass the Bill, the Indian Supreme Court strike it down again. So these are things which happen in democracy ہمیں یہ اس لیے عجیب لگتا ہے کہ ہم نے dictatorial ادوار میں یہ چیزیں نہیں دیکھیں۔ اس وقت تو چڑی کو بھی پر مارنے کی اجازت نہیں ہوتی تھی لہذا اب ہمیں لگتا ہے کہ fluttering ہو رہی ہے تو شاید یہ مسائل پیدا کرے گا۔ Military dictators نے ایک اور psyche develop کر دی تھی کہ اگر یہ سب کچھ خاموشی سے نہیں چلتا رہا تو پاکستان کی وفاقیت at stake ہو جائے گی لیکن ہم نے دیکھا کہ جو خاموشی تھی اس کے تلے ایک طوفان جنم لے رہا تھا اور درحقیقت پاکستان کی وفاقیت کو اگر کوئی خطرہ تھا تو وہ اس storm کی وجہ سے تھا۔ I am not worried about that.

میڈم ڈپٹی سپیکر: جناب تیمور شاہ صاحب۔

Mr. Taimoor Shah: Thank you Madam Speaker. Sir, it is an honour to have you here and hear to you. Sir as a member of this parliament and being Chairman of Youth Committee on Foreign Affairs and Defence, I would like to as two questions. Being a member of this parliament and a citizen of Pakistan, who is actually responsible for the incident of Abbottabad? Whether the military is incapable or the policy of the government was incapable that it led to such an incident that their forces, Navy Seals came into our country, they crossed our boarder and took away whoever there was. So what do you believe that who is responsible for this act, the military, the political administration or both? Sir, my 2nd question is that PCNS your recommendations which you have made after the Slala Check post, the recommendations say sub Article 1 (2) says immediate cession of drone attacks inside the territorial boarders of Pakistan and the third article says, Pakistani territory including it air space shall not be used for transportation of arms and ammunitions. All agreements, MOUs including military cooperation and logistics will circulate to the Foreign Ministry and things like that. So what do you believe and how much do you think that implementation has been done to seize drone attacks, how much implementation has been done to enforce that no arms are transported through the air space or the land of Pakistan and how much the military is able and accomplished to give you all the MOU signed by the military and other countries and how much circulation of these MOUs have been done? Thank you.

Senator Mian Raza Rabbani: As far as the first questions is concerned that who is responsible for Abbottabad? I think it is not possible for me to make a judgment on that because all the facts are not before me, I think the Commission is still seized of the matter and I think that if at all then it is a collective failure and it is a collective failure not only in terms of the incident. The incident according to me is a by product. It is a collective failure of Pakistan's foreign policy and Pakistan's concept of what the region should be of what the world should be and in that I think you can't date it back to either this government. The Mushraff government gives it impetus in terms of 9/11 and then scheming immediately to the American pressure without keeping Pakistan's national security interests in mind and then following a dubious policy but it goes way back to the time when we were talking in terms of having strategic depths in Afghanistan. So I don't think it is possible to lay the blame at any one door. It is collective responsibility and it is historical burden that we are carrying with us today. On the question of the implementation or the

resolution and the drones and the military MOUs and the arms, as far as the drones are concerned, it is very unfortunate that the United States continues to blatantly violate Pakistan’s territorial and air sovereignty. امریکہ ایک طرف تو یہ بات کہتا ہے کہ ہمیں پاکستان اور دنیا بھر میں جمہوری اداروں کا احترام ہے۔ پاکستان کے جمہوری ادارے یعنی پاکستان کی پارلیمان نے ایک مرتبہ نہیں، joint sitting میں نہیں بلکہ individually both Houses نے separately قراردادیں منظور کیں کہ drone attacks پاکستان کی سالمیت اور territorial integrityکے خلاف ہیں، ان کو بند کیا جائے لیکن امریکہ نے ایک نہیں سنی۔ اس کے بعد پہلی مرتبہ پاکستان میں پہلی مرتبہ موجودہ حکومت نے drones کے مسئلے پر امریکی سفیر کو بلا کر demarche دیا لیکن امریکہ نے پھر بھی نہیں سنی۔ امریکہ کے اندر ان کی civil rights کی کچھ تنظیموں نے کہا کہ drone attacks extra custodial killings کے مترادف ہیں، امریکہ نے ایک نہیں سنی۔ اب امریکہ میں drones کے حملے پر ایک court case چل رہا ہے کہ information public کی جائے کہ کیا یہ drones CIA چلا رہی ہے یا کون چلا رہا ہے اور اس کا process کیا ہے۔ یہ court case امریکہ میں چل رہا ہے، انہوں نے اس کی پرواہ نہیں کی۔ مجھے سب سے زیادہ اس بات کا افسوس ہے کہ United Nations کے Secretary General نے کہا کہ drone attacks illegal ہیں international laws کی خلاف ورزی ہے لیکن اس کے باوجود امریکہ نے ایک بات بھی نہیں سنی اور مجھے اور حیرت یہ ہوئی کہ پاکستان میں missing persons کے لیے UN ایک کمیشن بھیج سکتا ہے لیکن جب آپ کا اپنا repertoire کہہ رہا ہے کہ drone attacks international laws کی خلاف ورزی ہے تو پھر آپ کو کیا قباحت ہے کہ آپ وہاں پر action نہیں لیتے؟ یہ عالمی ادارے کے دہرے معیار کا کھلا ثبوت ہے اور مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ Soviet Union کی dismember کے بعد the United Nations has become a lackey of the United States. It is now no longer an independent international body. جہاں تک MOUs کا تعلق ہے کہ آپ نے دیکھا کہ ہم نے ایک detailed طریقہ کار دیا ہے اور ہم نے تمام stakeholders یعنی Ministry of Defence, Ministry of Foreign Affairs, Cabinet Division کیونکہ Rules of Business میں انہوں نے changes کرنی ہوتی ہیں اور انہوں نے procedures set کرنے ہوتے ہیں۔ ان سب کو on board لے کر یہ کیا ہے۔ میں چونکہ حکومت میں نہیں ہوں گو کہ میری پارٹی ضرور ہے اور ابھی تک کی جو اطلاعات ہیں، وہ یہ ہیں کہ Cabinet Division ان کے سلسلے میں نئے Rules of Business تیار کر رہا ہے جو وہ کابینہ کے پاس منظوری کے لیے بھیجیں گے۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: محترمہ سحر اقبال۔

Miss Sehar Iqbal: Sir, my question is that in United States the military is answerable to parliament and Parliamentary Committees. Should not we have this system as well in Pakistan?

Senator Mian Raza Rabbani: I could not agree with you more. As I said we are gradually moving towards that. Prior there was time when Mushraff was in government and we were in the opposition, on a number of occasions we wanted to military personal to appear before various Committees of Parliament and let me very candidly admit it they refused but with the present leadership at least we are seeing that there is a definite change in mindset and they are not only appearing before the National

Security Committee but they are also appearing before other Committees as well for example the Defence Committee and so on. I think gradually, we are moving in that but I endorse your point of view 100%.

میڈم ڈپٹی سپیکر: جناب حفیظ اللہ وزیر صاحب۔

جناب حفیظ اللہ وزیر: میرا خیال ہے کہ ہمارے جتنے internal security issues and US کے ساتھ تعلقات ہیں، وہ فاٹا کی وجہ سے ہیں ۔ میں تین سوالات کرنا چاہتا ہوں۔ پہلا سوال یہ ہے کہ جب سلالہ کا واقعہ ہوا تو پاکستان اتنا مضبوط ہوا کہ اس نے نیٹو سپلائی بند کر دی۔ ساڑھے چار سال تک اس خلق خدا کی پارٹی نے حکومت کی لیکن وہ آج تک drone attacks پر NATO supply بند نہیں کر سکے، کیا پاکستان اس drone attack کے معاملے میں کمزور پڑ گیا؟ دوسرا سوال یہ ہے کہ میں نے ایک resolution move کی تھی اور اس کو اس House میں unanimously pass کیا گیا۔ Justice to the people of FATA, Chief Justice, Supreme Court چوہدری افتخار صاحب نے بھی یہ تجویز دی ہے کہ فاٹا تک سپریم کورٹ کی jurisdiction extend کی جائے۔ میں یہاں پر Martin Luther King کا ایک فقرہ quote کروں گا "Injustice anywhere will destroy justice everywhere" اگر وہاں پر انصاف نہیں مل رہا تو پورے پاکستان انصاف تباہ ہو سکتا ہے۔ آپ وہاں پر انصاف اور jurisdiction extend کیوں نہیں کرتے؟ تیسرا سوال یہ ہے کہ ماضی میں ہمیں تجربہ ہو چکا ہے کہ کہیں پر بھی military operation کامیاب نہیں ہوا۔ جناب North Wazirstan Agency میں joint military operation کی بات ہو رہی ہے، اس پر پارلیمنٹ کا کیا response ہو گا اور خصوصاً Parliamentary Committee on National Security کا کیا ہو گا؟

سینیٹر میاں رضا ربانی: آپ کے بہت valid سوالات ہیں اور یقینی طور پر جس کرب سے فاٹا کے عوام گزر رہے ہیں اور وہ پاکستان کی بقا کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ہم آپ اور ان بھائیوں کے ساتھ شامل ہیں۔ جہاں تک North Wazirstan کا تعلق ہے، امریکہ کی طرف سے یہ بارہا کہا گیا ہے کہ آپ وہاں پر آپریشن کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ it is not the prerogative of the United States یہ پاکستان کا فیصلہ ہے کہ وہاں پر کب اور کس طرح سے آپریشن ہونا ہے یا نہیں ہونا اور اگر ہو گا تو کس طرح اور کب ہو گا، کیوں ہو گا۔ یہ پاکستان کا purely internal مسئلہ ہے اور اس پر امریکہ کو چاہیے کہ وہ اس سے گریز کرے۔ پاکستان میں جب بھی یہ فیصلہ ہو گا تو یہاں کی سیاسی اور عسکری قیادتیں یہ فیصلہ کریں گی کہ یہ آپ آپریشن کب، کیسے اور کیوں ہونا ہے یا نہیں ہونا یہ پاکستان کی civil and military leadership کا joint decision ہو گا۔ آپ کا دوسرا سوال سپریم کورٹ کی jurisdiction کا سوال ہے اور یہ بالکل درست ہے اور پاکستان پیپلز پارٹی کے منشور میں بھی ہے اس نے کوشش بھی کی کہ اس کی jurisdictio بڑھائی جا سکے بلکہ ابتدا میں تو ہماری کوشش یہ تھی کہ ہو سکے تو Frontier Crimes Regulation کو مکمل طور پر ختم کر کے ایک نیا قانون وہاں کے لوگوں کی مرضی سے لایا جائے لیکن یہ بات آپ بڑی اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ اس وقت وہاں پر جو ground realities ہیں، اس میں تمام stakeholder کو ساتھ لے کر چلنا لازم ہے اور جیسے ہی صورتحال کچھ بہتر ہوتی ہے تو یہ اقدام یقیناً اٹھائے جائیں گے۔ As a compromise ہم نے Frontier Crimes Regulations میں تھوڑی بہت amendments کی ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ مزید ہونی چاہییں بلکہ اس قانون کو ہی ختم ہونا چاہیے لیکن ایک حد

تک آگے بڑھے ہیں۔ Political Parties Act کو وہاں پر نافذ کرنے کے سلسلے میں بھی آگے بڑھے ہیں۔ جیسے جیسے stability and on ground situation بہتر ہو گی تو یہ اقدامات automatically ہوں گے کیونکہ یہ حکومت کی بھی ترجیح ہے اور یہ the State of Pakistan کی priorities ہیں کہ فاٹا کو جلد از جلد mainstream میں لایا جائے۔ سلالہ اور نیٹو سپلائی کا جہاں تک تعلق ہے تو سلالہ کے واقعے کی proportionality ایسی تھی کہ boots on ground ہوئے تھے اور اس وجہ سے نہ صرف نیٹو سپلائی رکی بلکہ America was asked to vacate Shamsi Airbase اور میں آپ کو یہ بھی بتاتا چلوں، آپ کو اس بات پر حیرت ہو گی کہ جب National Security Committee کے سامنے یہ بات آئی تو ہمیں یہ بتایا گیا کیونکہ ہم نے کہا تھا کہ اگر کوئی agreement ہے تو وہ ہمیں دکھایا جائے تو ہمیں from the Ministry of Foreign Affair, Ministry of Defence and the Presidency یہ بتایا گیا کہ ان کے پاس کسی قسم کا کوئی written agreement موجود نہیں ہے۔مشرف صاحب نے اس کو اپنی جاگیر سمجھ کر اس طرح دے دیا جیسے اس کی کوئی اہمیت ہی نہیں ہے۔ جہاں تک drones linkage and NATO supplies کو روکنے کا تعلق ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان as a sovereign country جتنا دباؤ ڈال سکتا تھا اور ڈال رہا ہے اور جتنا دباؤ پاکستان دوست ممالک کے اثر و رسوخ کو استعمال کر کے ڈال سکتا ہے، وہ پاکستان اس وقت ڈال رہا ہے لیکن NATO supplies کی stoppage کے جو repercussions تھے وہ آپ نے دیکھے جب سلالہ کا واقعہ ہوا اور نئی terms of engagements آئیں اور اس کے بعد پھر وہ ایک حد تک on different terms and conditions restore ہوئیں لیکن it is an option لیکن حکومت کے پاس وہ option ہے اور وہ ان کا policy option ہے۔ It is for them to take that decision. Thank you.

Madam Deputy Speaker: Leader of the Opposition.

Mr. Tabrais Sadiq Mari: I would like to thank you on behalf of the Youth Parliament for taking time out from your busy schedule and briefing us about the civil military relationship. Your opinion certainly enlightened out thoughts and once we are very thankful for you.

میڈم ڈپٹی سپیکر: جناب ہاشم عظیم صاحب۔

Mr. Hashim Azeem (Youth Prime Minister): Thank you Madam Speaker. Sir, it is really a great honour to have you here with us and on behalf of the Youth Parliament Pakistan I would like to thank you for your precious time and valuable suggestions on certain issues. Sir, the word which you used in your speech civil ascendancy over military rule, I really appreciate that word and we truly believe that in real essence that should be adopted in Pakistan. Sir, as you told our institutions are developing and in a phase of evolutionary process. It is really worthy of appreciation that first time in the history of Pakistan the higher military officials have been brought in the joint sessions of the Parliament and will answerable by the worthy parliament. Thank you.

(At this a souvenir, booklet and Youth manifesto was presented to the honourable guest)

میڈم ڈپٹی سپیکر: جناب، ہم آپ کے بہت شکر گزار ہیں کہ آپ نے ہمارے لیے وقت نکالا۔ آپ کی آمد کا بہت شکریہ۔

The House is adjourned to meet after the lunch)

(اس موقع پر اجلاس دوپہر کے کھانے تک ملتوی کر دیا گیا)

(وقفے کے بعد اجلاس میڈم ڈپٹی سپیکر (محترمہ سارہ عبدالودود) کی زیر صدارت شروع ہوا)

میڈم ڈپٹی سپیکر: تشریف رکھیں۔ جناب تیمور شاہ صاحب ایوان میں قرار داد پیش کرنا چاہتی ہوں کہ قرارداد پیش کریں اور اپنی رائے کا اظہار بھی کریں۔

Mr. Taimoor Shah: Thank you Madam Speaker. I would like to move this resolution.

"This House is of the opinion that the Parliament, Majlis e Shoora of Pakistan should exercise control over its ability to amend certain military laws stated in Pakistan Army Act 1952, the Pakistan Air Force Act 1953 and Pakistan Navy Ordnance 1961 in order to develop civil military law relationship".

میڈم سپیکر! اس سے پہلے کہ اس پر بحث ہو اور اس کے بعد اس resolution کو pass or decline کا فیصلہ کیا جائے، میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کا pass ہونا یا نہ ہونا اتنا اہم نہیں ہے جتنا اس پر discussion ہونا important ہے، اس پر اس پارلیمنٹ کا جتنا input آنا important ہے کیونکہ یہ ایسے issues جو شاید کبھی discuss نہیں ہوئے اور اگر ہوئے ہیں تو ان کو دبا دیا گیا۔ دو دن پہلے اس طرح کی resolution سراج میمن، انعم سعید وغیرہ نے لانے کی کوشش کی but I don't know with which reason they withdrew it جو بھی ہے۔ میری گزارش ہے کہ اس resolution پر جو بھی debateکریں، وہ پارٹی مفادات سے بالا تر ہو کر ملکی مفاد میں کریں۔ اس resolution کا متن ہے کہ certain military laws amend کیے جائیں۔ 1952 کو جو Military Law ہے، اس میں چند ایسی شقیں ہیں جو controversial ہیں۔ یہ تینوں Actsپارلیمنٹ نے ہی بنائے ہیں اور پارلیمنٹ کی کسی چیز کو غیرآئینی، غیر جمہوری unlawful کہنا itself it is a crime. ہم اس کو نہیں کہہ سکتے لیکن صرف civil military law relationship کی development کے لیے ان شقوں میں ترمیم ہونا ضروری ہے اس ترمیم کا حق اور power Parliament of Pakistan کے پاس ہیں۔

اس سے پہلے کہ میں پاکستان کے اس Act کے بارے میں بات کروں ، یہ بتانا چاہوں گا کہ باقی دنیا کے ممالک میں کون سے military laws, military acts and crimes ہیں جن کے تحت military officials and civilians کو penalty دی جاتی ہے ۔ فرانس اور جرمنی دو ایسے ممالک ہیں جہاں پر سرے سے کوئی Military Act or Forces Act بنایا نہیں گیا۔ وہاں پر جتنے بھی جرائم ہوتے ہیں military crimes جن میں war crimes آتے ہیں اور non war crimes آتے ہیں، یہ سارے ایک سی ہی courts میں جاتے ہیں جن کو Civil Law Courts کہا جاتا ہے اور یہ statute law کے اندر آتے ہیں۔ 0348 Statute Laws کے اندر civilian courts کے اندر civilian and military related مقدمات سنے جاتے ہیں۔ سلطنت برطانیہ میں اس طرح کا ایک نظام ہے جو justice in the military ہے جس میں ایک civil judge presiding officer of the tribunal ہوتا ہے اور یہ فیصلہ ایک civil judge سناتا ہے جس کے اندر military officials and military related لوگ بھی ہوتے ہیں and the most important thing is right of appeal to an applicant ہے۔ مشرف صاحب کو لوگ بہت عزت دیتے ہیں، پتا نہیں کیوں دیتے ہیں، اللہ ان سے پوچھے، انہوں نے Military Act کو اتنا strong and over power کر دیا کہ جس کی حد یہ ہے کہ Military Laws civilians پر بھی لاگو ہونا شروع ہو گئے ہیں اور اس شخص نے Military Act میں

amendmentکر دی کہ جو civilian cases کو بھی military courts سن سکتی ہیں اور ان کو یہ حق حاصل ہے۔
اسی طرح سے article 133(a) and 133(b) of the Army Act کہتا ہے کہ

"The decision of the Army Applicant Court shall be final and shall not be called into question before any court of law"

یہ جو Appellate Courts ہیں، ان کا کیا کردار ہے؟ دنیا بھر میں جتنی بھی ایسی courts ہوتی ہیں مثلاً ایک District Court میں کوئی جج یہ فیصلہ سنا دیتا ہے کہ اس شخص کو یہ سزا دی گئی ہے تو Appellate Court can do two things about the decision of the lower court. The first thing is that they confirm the punishment. They say ok the decision of the lower court shall be applicable and the 2nd thing is that they commute the decision, the decrease the amount of punishment لیکن Military Law کے اندر یہ civilian law سے contrary ہے کہ Appellate Court میں accused کو اصل court کے فیصلےسے زیادہ سزا سنائی جا سکتی ہے۔ چھوٹی court سے سزا کے بعد اگر وہ اپیل کرتا ہے تو Appellate Court اس کو اس سے زیادہ سزا سنا سکتی ہے۔

میڈم سپیکر! میں مثال دینا چاہتا ہوں کہ پاکستان میں سپریم کورٹ میں petitions دائر ہوئی ہیں جو ex officers of the military اور انہوں نے بھی کی ہیں جو accused ہیں۔ میں مثال دینا چاہوں گا کہ جنرل مشرف پر جھنڈا چیچی میں جو حملہ ہوا تھا، اس میں جو civilians involved تھے، ان کو Military Court کے through death sentence دی گئی۔ انہوں نے سپریم کورٹ میں اپیل دائر کی۔ اس کے بعد لال مسجد کے واقعے میں ضرار کمپنی کے دو ایسے کمانڈو تھے، جن کے نام سپاہی شاہد شہزاد اور حوالدار غلام احمد ہیں۔ انہوں نے withdraw کیا تھا کہ ہم اس مقصد میں آپ کے ساتھ نہیں ہیں، ان دونوں کو چودہ سال جیل کی سزا سنائی گئی اور ان پر الزام عائد کیا گیا کہ ان کے اندرسےتعلقات تھے۔ ان کے ساتھ یہ زیادتی ہوئی کہ ان کو right of appeal بھی نہیں دیا گیا۔ سپریم کورٹ نے ایک Federal Government سے ایک وضاحت طلب کی ہے کہ یہ جو Acts ہیں، میں پڑھ کا سناتا ہوں۔

Pakistan Army Act 1952, which requires an accused to record evidence on oath during investigation.

یہ Army Act میں accused on oath evidence record کرائے گا first forceful oath اور اس کے بعد سزا بھی اس evidence پر سنا دی جائے گی جو accused evidence of oathوہ دے گا، اسی پر سزا سنا دی جائے گی۔ یہ کچھ ایسی شقیں ہیں اور کچھ ایسی شقیں ہیں کہ Chief of Army Staff کسی کو نوکری سے without any reason برخواست کر دیتا ہے تو اس کا کیس بھی کسی عدالت میں نہیں سنا جائے گا نہ چیلنج ہو سکے گا۔ اس کے ساتھ even in summary court martial during war time ایک کرنل میجر کا کر سکتا ہے اور اس کے لیے کوئی military کو appellant court بھی نہیں ہے۔ Summary court martial ہو گا، وہیں پر عدالت لگے گی، وہیں پر جو بھی senior Commissioned Officer ہے وہ junior کا کیس سنے گا وہی گواہی دے گا اور سزا سنا دے گا۔ ان certain laws کو through Parliament amend کیا جائے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ عمیر نجم صاحب۔

جناب عمیر نجم: میڈم سپیکر! شکریہ۔ میں اس بارے میں یہی کہنا چاہوں گا کہ فوج پاکستان کا سب سے بڑا ادارہ ہے اور وہاں پر جنگل کا قانون نہیں ہونا چاہیے اور میں معزز ممبر کی اس resolution کی حمایت کروں گا اور چاہوں گا کہ ہماری legislative authority کو ان چیزوں پر غور و فکر کرنا چاہیے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ محترمہ اشنا احمد صاحبہ۔

محترمہ اشنا احمد: میڈم سپیکر! شکریہ۔ میں اس resolution کو second کروں گی۔ تیمور شاہ صاحب نے ان Acts and clauses بارے میں بڑا اچھا explain کر دیا ہے۔ 2007 میں پرویز مشرف اس Army Act میں ترمیم لائے تھے۔ اس ترمیم کے ذریعے civilians کا trial through military courts کر سکتے تھے۔ Amended Act میں بھی civilians کا military courts میں trial ہو سکتا تھا اس کی requirement تھی کہ ایک accused Army میں ہونا چاہیے لیکن اس ترمیم کے ذریعے اب ہر civilian کا military court میں trial ہو سکتا ہے۔ پہلے ہی military power اتنی زیادہ تھی لیکن اس کو اس قدر بڑھا دیا گیا کہ civilians کو اس میں trial کیا جا سکتا ہے۔ ان میں ترمیم کرنے کی جلد ضرورت ہے تا کہ سب کو ان کا حق دیا جا سکے۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ سراج میمن صاحب۔

جناب سراج میمن: اس میں لکھا ہوا ہے کہ This House is of the opinion that the Parliament, پاکستان Majlis e Shoora of Pakistan should exercise control over its ability to amend certain military laws میں پارلیمنٹ ہے اور اس کے پاس amend کرنے کا حق ہے اور اس resolution کے idea سے میں agree کرتا ہوں مگر اس کی wording, should exercise پاکستان کا آئین فاٹا کے علاوہ ہر جگہ ہر ایک کو amend, abolish کرنے کا پارلیمنٹ کے پاس حق ہے۔ تیمور شاہ صاحب نے بتایا ہے کہ Military Courts میں civilians کا court martial ہوسکتا ہے، یہ Law واقعی amend ہونا چاہیے اور Military Courts علیحدہ ہونی چاہییں اور Civilian Courts علیحدہ ہونی چاہییں۔ میں resolution کی wording سے اختلاف کرتا ہوں اور میری درخواست ہے کہ اس پر زیادہ روشنی ڈالیں۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: محترمہ شہیرہ جلیل صاحبہ۔

محترمہ شہیرہ جلیل الباسط: شکریہ، میڈم سپیکر۔ Basically یہ resolution اس طرح کی ہے کہ اس میں contradiction آنا بہت آسان ہے۔ آپ بات کرتے ہیں پارلیمنٹ کے بنائے ہوئے قوانین میں پارلیمنٹ ترمیم کرے تو یہ بے شک اس کا حق ہوتا ہے لیکن آپ کو یہ چیز سمجھنے کی ضرورت ہے کہ جن تین قوانین کا نام لیا گیا ہے، اس کے دو حصے ہوتے ہیں۔ ایک Law or clauses within the military jurisdiction deal کر رہے ہوتے ہیں کہ ان کا recruitment process, court martial, military laws کیسے ہوں گے اور دوسرا حصہ یہ ہوتا ہے کہ وہ military and civilians کے بیچ میں ایک relation قائم کرتا ہے جیسے ہمارے پاس NLC کا کیس ہے کہ آپ نے اس طرح کی financial corruption کی ہے کہ آپ نے NLC کے نام پر loan لیا ہے اور اس کو Stock Market میں لگا دیا ہے۔ یہ ایک financial corruption, civilian corruption بن جاتی ہے جہاں پر آپ نے civilian society کو نقصان پہنچایا ہے۔ یہ بات کر رہے ہیں کہ پارلیمنٹ کے پاس یہ laws amend کرنے کا اختیار ہونا

چاہیے لیکن ہمیں یہ چیز سمجھنےکی ضرورت ہے کہ پارلیمنٹ ان clauses کو amend کر سکتی ہے جو civilian corruption deal کر رہے ہوں یا military and civilian relation کے reference سے ہوں لیکن پارلیمنٹ کو یہ اختیار کہہ دینا آسان ہو گا ، ملنا مشکل ہو گا یعنی within the military recruitment, court martial amend کر دیں، یہ کہہ تو سکتے ہیں لیکن یہ بڑی ideal situation ہو جائے گی۔ مجھے نہیں لگتا کہ ملٹری اس کے لیے آسانی سے مان جائے کہ پارلیمنٹ ان laws کو amendکرے جو military jurisdiction میں آتے ہیں۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر:تیمور شاہ صاحب۔

جناب تیمور شاہ: میڈم سپیکر! ابھی بلال صاحب سے بھی اس سلسلے میں بات ہو رہی تھی۔ انہوں نے بڑی اچھی بات کی کہ we are not in a stage, we can’t easily yet digest acting upon military and we can’t digest civil supremacy over the military میں تو یہی کہنا چاہوں گا کہ پارلیمنٹ سب سے supreme ہے، اس نے آئین بنایا ہے اور جو آئین بنا سکتی ہے، اس میں ترمیم بھی کر سکتی ہے۔ یہ Acts military dictators لائے ہیں اور مشرف نے 2007 میں ان کے اندر اتنی بھیانک powers دے دی ہیں کہ مشرف ایک Civil Power Ordinance بھی لایا تھا جس کے تحت Martial Courts میں civilians کو بھی drag کیا جا سکتا ہے۔ اس کے لیے صرف ایک accusedکی ضرورت ہے۔ یہ بات نہیں ہو رہی بلکہ ہم یہ کہہ رہے کہ certain military laws ہم یہ نہیں کہہ رہے کہ اس کو ختم کر دیں۔ میں انڈیا کی مثال اس لیے دوں گا کہ انہوں نے اب وہاں اپنے Acts amend کرنا شروع کر دیے ہیں اور انہوں نے سب سے پہلے جس Act میں ترمیم کی ہے، وہ ہے کہ Chief of Army Staff کا یہ اختیار ختم کر دیا ہے کہ وہ without any reason کسی کو نوکری سے برخواست کر سکتا ہے۔ Supreme Court, Appellate Court بن گئی ہے کہ وہاں military کے بندے اپیل کر سکتے ہیں۔

میں آخری بات کرنا چاہوں گا کہ میں جو بات کر رہا ہوں وہ unprecedented نہیں ہے۔ اس کے شواہد موجود ہیں۔ یہ انگلینڈ میں ہے، فرانس اور جرمنی میں تو Military Actسرے سے ہے ہی نہیں۔وہاں military میں جو بھی crimes ہوتے ہیں، ان کو civil courts ہی سنتی ہیں۔ آخری بات کہوں گا کہ civil کو public سے relate نہ کیا جائے۔ Civil Law is part of the Statute Law. اس کی دو branches Civil Law and Criminal Law ہیں۔ Civil law میں amendments ہونی چاہییں۔ سپریم کورٹ نے Judge Advocate General branch کو ایک خط لکھا، ایک وضاحت طلب کی کہ why are you not giving a charge sheet to the accused of the court martial before confirmation of his sentence. کسی کو سزا سنانے سے پہلے اس کو charge sheet تو دی جائے۔ اس کو پتا تو ہو کہ وہ کس جرم میں سزا پا رہا ہے۔ یہ بات کی جا رہی ہے کہ supremacy of the law ہو، چاہے ملٹری میں ہے۔ ہم military کی عزت کرتے ہیں، وہاں پر بھی کچھ ایسے laws ہیں یعنی کسی کو اگر نوکری سے without retirement benefits نکال دیا جاتا ہے اور اس کو کہیں بھی اپیل کرنے کا حق نہیں اور اگر وہ Military Court میں اپیل کرتا ہے تو ہو سکتا ہے کہ sentence بڑھ بھی جائے تو مجھے نہیں لگتا کہ پارلیمنٹ اس قانون کو جو اس نے خود بنایا ہے amend نہیں کر سکتی۔ شکریہ۔

محترمہ شہیرہ جلیل الباسط: میڈم سپیکر! انہوں نے مثال دی ہے کہ اگر کسی کو military سے برخواست کر دیا جاتا ہے، پوری Military Court, Panel بیٹھ کر فیصلہ کرتا ہے کہ یہ بندہ suitable نہیں ہے، ہم

اس کو نکال دیتے ہیں،انہوں نے خود ہی کہا ہے کہ اس military personal کو within the Military Court right of appeal ہوتا ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ اس کا جج پھر وہی ہوتا ہے اس لیے اگر آپ اپیل بھی کر دیں تو یہ chance ہوتا ہے کہ Military Courts میں decision change نہیں ہوتا۔ جو شخص ملٹری میں نوکری کرتا تھا، اس پر کرپشن کے الزامات لگتے ہیں اور Military Panel decide کرتا ہے کہ this person is not suitable for us اور وہ اس کو نکال دیتی ہے تو آپ کو لگتا ہے کہ Civil Court اتنی قابل ہو گی کہ military کے اندر کے معاملات کو جو دس بندے بیٹھ کر فیصلہ نہیں کر سکتے اور وہ کر سکتی ہے۔ شکریہ۔

جناب تیمور شاہ: میری قابل ممبر ساتھی نے یہ بڑا اچھا issue raise کیا ہے کہ کیا یہ Civil Courts قابل ہیں؟ Civil Courts Pakistan Penal Code کو ہی نہیں deal کرتیں، وہ Hadood Ordinance, corruption cases, criminal cases کو بھی deal کرتی ہیں۔ جتنے بھی Acts بنتے ہیں جیسے پہلے قانون شہادت تھا، ان سب کا مطلب ہی یہ ہے کہ یہ Civil Laws کے لیے بنائے جاتے ہیں اور Laws کی terms یہی ہیں کہ اس کے اندر جتنے بھی acts بنائے جاتے ہیں ان کو انہی کی روشنی میں ایک جج فیصلہ دیتا ہے اور ان کو پڑھ کر ہی فیصلہ دیتا ہے۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جناب نجیب عابد بلوچ صاحب۔

جناب نجیب عابد بلوچ: میڈم سپیکر! شکریہ۔ بات تو بڑی اچھی ہے لیکن آپ Army کے بجٹ کے چار بڑے heads کو پارلیمنٹ میں discuss نہیں کر سکتے اور ابھی آپ اتنے مضبوط نہیں ان کے Acts and Ordinances میںamendments لا سکیں۔ Army کا رویہ یہ ہے کہ وہ کراچی کے بھتہ مافیا کی طرح پرچی بھیجتی ہے کہ اتنے پیسے دو گے تو ٹھیک ہے ورنہ ہتھکڑی لگا کر جدہ بھیج دیں گے۔ جب تک یہ رویے نہیں بدلیں گے، پاکستانی جمہوری معاشرہ اتنی ترقی نہیں کرے گا، جب جمہوریت ایک evolution process سے گزر جائے گی تو یہ ہو سکیں گے۔ NLC cases میں جو لوگ پائے گئے ہیں، ان کے Court Martial کا مسئلہ چل رہا ہے۔ یہ ہو سکتا ہے لیکن current government and parliament capable نہیں ہے، اس میں اتنی ہمت نہیں ہے کہ وہ یہ کرے بشرطیکہ ایک fair election کے ذریعے ایک صحیح پارلیمنٹ اور حکومت بنے جو true representatives ہوں تو شاید ان میں ہمت ہو کہ سرکش جنرلوں اور آرمی کا احتساب کر سکے اور ایک ترقی یافتہ پاکستان کی طرف جایا جا سکے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: انعم سعید صاحبہ۔

محترمہ انعم سعید: میرے محترم ساتھی نے بات کی ہے کہ ہماری پارلیمنٹ اتنی strong نہیں ہے تو میں ان کو یاد کراؤں کہ جب civilians کا court martial ہوتا تھا and he was guilty against some sort of a military personal تو اس کے بارے میں question کرنے کی authority Supreme Court کے پاس بھی نہیں تھی اور چار سال بعد ہم یہاں کھڑے ہیں کہ ان سے question کر سکتے ہیں۔ سپریم کورٹ ان کو حکم دے سکتی ہے کہ وہ اپنی judgment کے basis پر ہمیں بتائیں کہ کس base پر judgment کی گئی ہے۔ اگر ہم چار سال میں یہاں تک پہنچ سکتے ہیں تو اتنی rigid approach سے تو ہم stagnant قوم بن جائیں گے۔

محترمہ شہیرہ جلیل الباسط: میڈم سپیکر! وہ سپریم کورٹ کی supremacy کی بات کر رہی ہیں لیکن اس resolution میں پارلیمنٹ کی supremacy define ہو رہی ہے تو جب آپ کے سامنے NLC case ہے، PAC اس پر اپنی findings reveal نہیں کر سکتی۔

محترمہ انعم سعید: میڈم! میں آئین کا ایک article جس کا میں نمبر بھول گئی ہوں، اس میں یہ بات کی گئی ہے کہ جب for the good of the public کو بھی بات ہو تو سپریم کورٹ اس پر سوال اٹھا سکتی ہے اور article 199(iii) کو پہلے بھی repeal کیا گیا ہے just for the sake of asking this question by the Supreme Court اگر وہ ایک مرتبہ ایسا کر سکتی ہے تو دوبارہ amendment بھی لا سکتی ہے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: تیمور شاہ صاحب۔

جناب تیمور شاہ: میڈم! انہوں نے 199(iii) کا ذکر کیا ہے وہ کہتا ہے کہ the Supreme Court can't pass any constitutional amendments جو ہیں، یہ سپریم کورٹ نے باقاعدہ جو Judge Advocate General Branch جو justice کو army میں monitor کرتی ہے، اس سے یہ جواب طلب کیا ہے کہ آپ کا جو section 31 of the Army Act ہے which allows an accused to submit a petition against the findings and decisions of a Military Court یہ بنیادی انسانی حقوق اور آئین کے article 10(a) کے خلاف ہیں جو کہ کہتا ہے کہ ہر ایک کو right of free and fair trail حاصل ہے اسی rule کو Federal Shariat Court نے بھی Judge Advocate General Branch کو خط لکھے ہیں اور ان سے جواب طلب کیا ہے کہ آپ ایک accused کو Appellant Court میں کس طرح زیادہ سزا دے سکتے ہیں؟ آپ اس کو commute, confirm تو کر سکتے ہیں لیکن زیادہ سزا تو نہیں دے سکتے۔ آپ اس کو اسی کے oath پر سزا دے دیتے ہیں جو کہ forceful oath of evidence ہے تو free and fair trial نہیں ہےاسی forceful evidence of the accused پر accused کو ہی سزا دی جاتی ہے تو سوال یہ ہے کہ ان شقوں میں ترمیم کی جائے۔ Military Act کے خلاف کو ن بات کر رہا ہے؟ یہ تو اچھی بات ہے، ہر institution کا ایک الگ نظام ہوتا ہے۔ یہ جو بات کرتے ہیں کہ ہم ابھی اتنے strong نہیں ہیں تو یہ کڑوا گھونٹ کبھی نہ کبھی تو پینا پڑے گا۔ آج نہیں تو کل تو پیو گے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جمال جامعی صاحب۔

جناب جمال نصیر جامعی: میڈم سپیکر! یہاں پر کافی اچھی knowledgeable debate ہوئی ہے کافی چیزیں پتا چلیں جو ہمیں as a civilian نہیں پتا تھیں۔ ہم civilians جب بھی سوچتے ہیں تو یہ ذہن میں آتا ہے کہ کوئی تو ایسا شخص ہو گا جس نے لال مسجد آپریشن سے انکار کیا ہو گا، اگر جنرل گلزار کیانی جیسے لوگ آ کر وہاں پر رو رہے ہوتے ہیں، وہاں پر فاسفورس بم استعمال ہوئے ہیں یا بعض جنرل بعد میں کہہ رہے ہوتے ہیں کہ ہم اس میں شامل نہیں تھے کہ بھٹو صاحب کو پھانسی دینے پر military pressure ڈالا جائے یا باہر کا pressure use کیا جائے یا بعض جنرل بعد میں یہ بھی بتا رہے ہوتے ہیں کہ جب نواز شریف کو کراچی لانڈھی جیل لا رہے تھے تو ان کو جہاز میں بھی ہتھکڑیاں لگائی ہوئیں تھیں۔ جیسے تیمور صاحب نے بتایا ہے تو میں کہوں گا کہ Army Chief کو تقریباً خد ا ہی بنا دیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ وہ جانے کے بعد بھی اس قسم کی

باتیں کر رہے ہوتے ہیں کہ ہم جنرل بیٹھے ہوئے تھے، عثمانی نے کہا کہ مجھے وہاں کا گورنر لگا دو، کیانی نے کہا مجھے وہاں کا گورنر لگا دو، بقول رضا ربانی صاحب پاکستان جیسے ان کے باپ کی جاگیر ہے۔ اسی وجہ سے لوگوں کے grievances بھی بڑھتے ہیں اور یہ بہت اچھا resolution لائے ہیں۔ آخر کبھی نہ کبھی تو یہ قدم لینا ہی تھا اور ہم آج ہی یہ بات کریں جب جنرلوں کو Public Accounts Committee میں بلایا جا رہا ہے۔ جب Army war on terror پر بند کمرے میں پارلیمان میں اپنے مقاصد پیش کر رہی ہے تو میرا خیال ہے کہ وہ وقت آ گیا ہے ہم اس طرف آگے بڑھیں ورنہ جمہوریت مسلسل پٹڑی سےاترتی رہے گی۔ اگر آپ ایک Army Chief کو اتنا مضبوط رکھیں گے تو مارشل لاؤں کے لیے تو راستہ کھلا رہے گا۔ شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: Thank you. Let me put this resolution to the House for voting.

(The resolution was adopted)

Madam Deputy Speaker: Mr. Muhammad Haseeb Ahsen, Mr. Jamal Naseer Jamie, Mr. Siraj Memon, Mr. Umair Najam, Mr. Hunain Ali Qadri, Miss Seep Akhtar Channar, Miss Ushana Ahmad, Miss Saman Ahsen and Mr. Tabraiz Sadiq Mari would like to move a resolution. Mr. Muhammad Haseeb Ahsen.

Mr. Haseeb Ahsen: Thank you Madam Speaker.

"This House believe that special attention must be given to Karachi law and order situation, keeping in view its importance as a economic hub of Pakistan. This House also demands that Government of Pakistan must take impartial and bold action against the criminal and may also utilize the military for the purpose if required".

محترمہ سپیکر صاحبہ!کراچی پاکستان کا سب سے بڑا شہر اور economic hub ہے۔اس شہر میں سو روپے اور ایک لاکھ روپے کمانے والا رات کو کھانا کھا کر سوتا ہے۔ اس لیے میں کراچی کو پاکستان کی ماں کہوں تو غلط نہیں ہو گا لیکن بدقسمتی سے کچھ عرصے سے کراچی کے حالات انتہائی ہولناک ہو گئے ہیں۔ کراچی میں بھتہ مافیا، target killing and land grabbing کا عمل بہت ہو رہا ہے اور افسوس سے کہوں گا کہ گزشتہ چار سال میں تقریباً آٹھ ہزار پانچ سو سے زائد افراد اس بدترین دہشت گردی میں قتل ہو چکے ہیں۔ جناب سپیکر صاحبہ! کراچی میں اس وقت جتنی بھی سیاسی جماعتیں ہیں، انہوں نے اپنے اپنے terrorist wings بنا رکھے ہیں جو ایک دوسرے کے خلاف کارروائیاں کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں یہ کہنا چاہوں گا کہ پولیس کو depoliticize اور کراچی شہر کو deweaponize کیا جائے اور جیسے لیاری میں مشترکہ طور پر پولیس، ایف سی اور رینجرز کی مدد سے بلا تفریق کارروائی کی گئی ہے، اس طرح کراچی کے دوسرے علاقے جہاں حالات خراب ہیں، کارروائی کی جائے اور کراچی کے حالات درست کیے جائیں۔ اس سلسلے میں اگر فوج کی مدد لینی پڑے تو وہ بھی لی جائے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جناب جمال نصیر جامعی صاحب۔

جناب جمال نصیر جامعی: میڈم سپیکر! شکریہ۔ میں اس resolution کے mover کے طور پر تو میں اس سے اتفاق کرتا ہوں لیکن یہاں پر کچھ چیزوں پر کراچی کے حوالےسے روشنی ڈالنا چاہوں گا۔ Law

and order situation بیٹھے بیٹھے خراب نہیں ہو جاتی، اس کے پیچھے کچھ احساس محرومی کو مسلسل پروان چڑھایا گیا۔ اس سلسلے میں وہاں پر پچیس سال پہلے کا ایک کوٹہ سسٹم ، قوم کی شناخت اور بنگلہ دیش محصورین کے رشتہ دار جیسے مسئلے تھے۔ اس بنیاد پر ایک جماعت وجود میں آئی یعنی احساس محرومی تو وہاں موجود تھی اسی لیے وہ آج تک over whelming majority میں ہیں۔ ان issues کو مناسب طور address نہیں کیا گیا، آپ اس پارلیمنٹ کا بھی حصہ رہتے ہیں جو دس سال کے لیے quota system extend کرتی ہے، پھر اس پارلیمنٹ کا بھی حصہ ہوتے ہیں جس اس کو مزید دس سال کے لیے بڑھا دیتے ہیں اور پھر اس پارلیمنٹ کا بھی حصہ ہوتے ہیں جو اس quota system کو چالیس سال کے لیے extend کر دیتی ہے۔ پھر وہ قومیت کے نعرے سے دستبردار ہو کر متحدہ ہو جاتے ہیں اور اس کے بعد بنگلہ دیش کے محصورین وہیں رہ گئے اور جاگیرداروں کو ہٹانے کے نعرے شروع ہو گئے۔ اس لیے Toll Plaza والے مسئلے تو وہیں رہ گئے اور ملتان میں جاگیردارنہ نظام ختم کرنے اور اسلام آباد سےوڈیروں کا اٹھا کر پھینکنے کی باتیں ہونے لگیں۔ ہم تو وہی رہ گئے۔ کراچی کی پہچان یہ تھی کہ وہاں کے لوگ پڑھے لکھے تھے، CSS officers تھے، ملٹری میں تھے پھر ایک mind set بنایا گیا، ایک بات یہ کہ جب قائد چھ فٹ کا ہو تو وہ پانچ فٹ کے لیڈر بھی برداشت کر لیتا ہے لیکن جب قائد ہی دو فٹ کا ہو تو وہ اپنے ساتھ ڈیڑھ فٹ کے لیڈر ہی برداشت کرے گا، ان لوگوں نے یہ ذہن بنا لیا کہ اگر ہم CSS کے امتحان میں بیٹھیں گے بھی پاس نہیں ہوں گے۔ اس کے تازہ اعداد و شمار یہ ہیں کہ ضلع لاڑکانہ سے گیارہ سو لوگ جب کہ کراچی سے ساڑھے چار سو لوگ CSS میں appear ہوئے ہیں۔ کراچی کی seats مسلسل خالی جا رہی ہیں اور وہ ختم نہیں ہوتیں، اس میں شامل ہوتی رہتی ہیں۔ اسی طرح سے لوگ military میں test نہیں دے رہے کہ ہمیں تو وہاں لیا ہی نہیں جاتا، وہاں تو پنجابیوں، پٹھانوں یا کسی اور کو لیا جاتا ہے۔

جناب توصیف عباسی: میڈم سپیکر! پچھلے دو تین resolutions سے یہ ہو رہا ہے کہ resolution کچھ ہوتا ہے اور بندے کچھ اور کہہ رہے ہوتے ہیں۔ اس لیے مہربانی فرما کر to the point بات کی جائے، ایوان کا وقت ضائع نہ کیا جائے۔ ہمارا بھی کچھ خیال کیا جائے۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: آپ conclude کر لیں۔

جناب جمال نصیر جامعی: میڈم سپیکر! law and order احساس محرومی سے ہی پیدا ہوتا ہے، میں اسی کا ذکر کروں گا اور کس چیز کی وجہ سے پیدا ہوا ہے؟ لوگوں کو خواب آیا ہے کہ وہ guns لے کر نکل آئے ہیں۔ جب شہر میں ایسے نعرے لگیں کہ اب وقت آ گیا ہے کہ تمہیں کچھ نہیں ملے گا۔Quota system آ گیا ہے، اس لیے TV بیچو، اسلحہ خریدو تو کراچی میں یہی ہونا تھا۔ جب infrastructure بھی اس طرح کا تعمیر کیا جائے کہ اس میں بھی ethnicity نظر آئے کہ ایک سڑک پہلوان گوٹھ سے پہلے ختم ہو جائے، ایک سہراب گوٹھ سے پہلے اور ایک اختر کالونی سےپہلے ختم ہو جائے۔ ایک لانڈھی میں ختم ہو جائے، کورنگی میں نہ ہو۔ بہر حال یہ چیزیں نظر آتی ہیں۔ ہمارے قائدین کو یہ چاہیے، جن کے پاس شہر میں overwhelming majority ہے ، لوگ بے روزگار ہیں، ان کے پاس سرکاری نوکریاں نہیں ہیں۔ وہ آٹھ، دس ہزار روپے کی نوکریاں کرتے ہیں جو ایک حقیقت ہے۔ شہر کا کاروبار وہاں کے مقامی لوگوں کے پاس نہیں ہے حالانکہ پہلے مقامی پارسی اور

میمن لوگ ہی کاروبار کرتے تھے لیکن ایک بہت بڑا لسانی گروہ ایسا ہے جس کا کاروبار کی طرف رجحان نہیں ہے۔ ان کی leadership کو چاہیے کہ ان کو جس قسم کا بھی ہو، چھوٹے موٹے کاروبار کی طرف لاتی لیکن وہ jobs تک محدود رہے اور ان state level کی jobs سے بھی نکال دیا گیا ۔ میڈم سپیکر! سندھ میں تمام جماعتیں حکومت میں شامل ہیں لیکن میں یہ کہوں گا کہ military operations بہت ہو گئے، اس کا کراچی میں بہت نقصان ہوا۔ جب آپ اس قسم کی باتیں کرتے ہیں کہ ہم نے نوجوان جا کر جنگلوں میں پھینک دیے ہیں، جا کر ڈھونڈ لو۔ وہاں پر paramilitary موجود ہے، آپ وہاں پر rangers کو بھی اختیار دیں اور لولا، لنگڑا، مرغی، انڈا، مادھوری اور پہاڑی جیسے لوگوں کے خلاف limited operation کریں تو کراچی کا مسئلہ حل ہو جائے گا۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: سراج دین میمن صاحب۔

جناب سراج دین میمن: شکریہ میڈم سپیکر۔ 1985 میں جب آنکھ کھولی اور 1995 جب میٹرک کیا، ہوش سنبھالا تو اخبار پڑھنا شروع کیا تو کراچی میں کورنگی، لانڈھی میں پندرہ، بیس لاشیں گرتی رہیں، گاڑیاں جلتی رہیں۔ لانڈھی، کورنگی، ناظم آباد، ملیر سنتے رہے اور افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ یہ کہانیاں چلتی آ رہی ہیں اور کراچی کی ایک بڑی جماعت جو پچیس سال سے حکومت میں ہے اور رونا روتی ہے کہ کراچی کا امن تباہ کیا جا رہا ہے۔ Basically the founder of terrorism in Karachi وہی ہے میں پھر کہوں گا متحدہ قتل و غارت موومنٹ اور اس کے دیکھا دیکھی دس بارہ سال بعد-----

میڈم ڈپٹی سپیکر: جماعتوں کے نام نہ لیں۔

جناب سراج دین میمن: میڈم سپیکر! یہ کہیں نہیں لکھا کہ جماعتوں کے نام نہیں لے سکتے۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: آپ نام نہ لیں۔ You bring evidence to support.

جناب سراج دین میمن: میڈم سپیکر! GIT کی reports, Supreme Council, Wiki Leaks کے evidences موجود ہیں اور Wiki Leaks نے یہاں تک کہہ دیا کہ متحدہ قومی موومنٹ جس کو میں قتل و غارت موومنٹ کہتا ہوں، اس کے پاس دس ہزار کے قریب trained forces موجود ہیں۔

میڈم ڈپٹی سپیکر:آپ ساتھ میں reference دے کر بات کریں۔

جناب سراج دین میمن: میں جولین اسانج اور GIT کی reports کی بات کر ہوں کہ they are more trained than police. جب یہ رپورٹیں آتی ہیں، جو بھی criminals, perpetrators from MQM, PPP and ANP جتنی بھی سیاسی پارٹیاں ہیں اور وہاں پر کچھ gangs بھی ہیں، ان کو جب عدالت میں لایا جاتا ہے تو کراچی میں ہماری پولیس اور رینجرز اتنے بےبس ہیں اور عدالتیں بھی بے بس ہیں کہ جو وکیل کیس لڑتا ہے، اس کو راستے میں مارا جاتا ہے، اس کا تعلق چاہے حقیقی گروپ، پیپلز پارٹی یا اے این پی سے ہو۔ ابھی سپریم کورٹ نے suo motu notice لیا تھا اور واضح طور یہ لکھا ہوا ہے کہ یہاں پر سیاسی جماعتیں ملوث ہیں۔ میڈم! مسئلہ یہ ہے کہ وہ جماعتیں دہشت گردی کرتی ہیں، بھتہ خوری کرتی ہیں، وہی اسمبلی میں موجود ہیں اور قانون سازی بھی وہی کرتے ہیں تو ہم کہاں سے انصاف مانگیں؟ یقینی طور پر ہماری نظریں military پر پڑتی ہیں ۔

رپورٹ یہ ہے 90 تھانوں میں SHO کراچی کی بڑی پارٹی کی سفارش پر لگتے ہیں۔ میری معزز ساتھی، یہ news report ہے، میں وثوق سے بات کر رہا ہوں اگر میرے پاس source نہ ہوتا تا میں بات ہی نہ کرتا۔ اب ہم کس سے انصاف مانگیں، پچیس سال سے حکومت میں ہیں، کبھی coalition کے نام پر، کبھی bargainship کے نام پر حکومت سے الگ ہو رہے ہیں، اڑھائی سو لوگ گئے، حکومت میں آ رہے ہیں، بیس بندے گئے۔ بندہ لندن میں مرتا ہے، پٹھانوں، میمنوں، ہمارے اردو بولنے والے لوگوں کی لاشیں گرائی جاتی ہیں۔ میں پھر دہراوں گا کہ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ ہمارے ایک اردو بولنے والے پیارے بھائی کو support کر رہے ہیں، دوسروں کو بٹھا رہے ہیں، ان کی سندھ ہائی کورٹ میں جب شنوائی ہوتی ہے، ان کو دھمکیاں دیتے ہو اور ان کو محصور کر دیتے ہو۔ آپ democracy کی بات کرتے ہو تو سب کی رائے لو کہ وہ بھی آ کر بات کریں۔

میری کچھ سفارشات ہیں، میں ایوان کا زیادہ وقت نہیں لوں گا۔ Elections آ رہے ہیں اس لیے اس وقت Army کا ہونا ضروری ہے کیونکہ کراچی میں پولیس تو totally politicized ہے۔ وہ بلاول ہاوس یا سیکٹر انچارج کی پرچیوں پر لگتے ہیں۔ میرا تعلق ملیر سے ہے، وہاں کا تھانہ میمن گھوٹ تھانہ ٹیپق صاحب کی پرچی پر چلتا ہے یعنی بلاول ہاوس سے چلتا ہے۔ اگلا تھانہ ماڈل کالونی ہے، وہ 90 سے چلتا ہے۔ جب یہ ہو گا تو نہیں ہو سکتا ۔ میری کراچی کی عوام سے گزارش ہے کہ وہ ڈر چھوڑیں، لندن سے پیر بابا نے خوف دیا ہے ہوا ہے یا ان کو جاگیر داروں کا خوف ہے، وہ دل کھول کر نکلیں۔ کراچی کے نوجوان آگے آئیں، وہ کہتے ہیں کہ ہم feudalism کے خلاف ہیں، خود ان کی پارٹی میں جمہوریت نہیں ہے۔ ان کی رابطہ کمیٹی کے کبھی انتخابات نہیں ہوئے۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔

جناب سراج دین میمن: میڈم! ایک آخری point ہے کہ سپریم کورٹ نے جو فیصلہ دیا تھا، اس پر تب ہی عمل ہو گا جب یہاں کی عوام ڈر چھوڑے گی اور جتنا ہو سکے ووٹوں کے ذریعے سےاپنی نمائندگی ثابت کریں اور جو جاگیرداروں کو ختم کرنے کی باتیں کرتے ہیں، ان کو اٹھا کر باہر پھینک دیں۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جناب عمیر نجم صاحب۔

جناب عمیر نجم: میڈم سپیکر! شکریہ۔ میں یہ بات کرنا چاہوں گا کہ ملک میں حکومت کو جب کوئی بڑا مسئلہ پیش آتا ہے تو وہاں سے عوام کی توجہ ہٹانے کے لیے کراچی کو battle field بنا دیا جاتا ہے۔ حکومت جب بھی مشکل میں ہوتی ہے تو اگلے دن کراچی آگ میں ہوتا ہے۔ اس کا ذمہ دار کون ہے؟ اس کے علاوہ بات یہ ہے کہ کراچی کی economic conditions بہتر کرنے کے لیے ہماری حکومت کو strict actions لینے ہوں گے اور ان میں سب سے پہلا ہے کہ بغیر کسی قومیت اور عصبیت کے ان لوگوں کو ایسی positions پر لانا ہو گا جو کہ کراچی شہر کی تقدیر کو بدل سکتے ہیں کیونکہ کراچی کی تقدیر سے ہی ملک کی تقدیر بدلے گی اور اگر ملک کی تقدیر بدلے گی تو عوام کی تقدیر بدلے گی۔

میڈم ڈپٹی سپیکر:حنین علی صاحب۔

جناب حنین علی قادری: شکریہ میڈم سپیکر۔ میں way forward کی طرف جاوں گا اور یہ کہوں گا کہ کراچی میں تعلیمی ادارے بنانے چاہیں جو لوگ select نہیں ہوتے یعنی ایک quota system کی وجہ سے کراچی کے لوگوں کو سندھ کے لوگوں کی نسبت زیادہ prefer کیا جاتا ہے۔تعلیمی اداروں میں equality basis پر quota system ہونا چاہیے اور پولیس کا merit system اور اس کو depoliticize ہونا چاہیے۔ اگر ایسے حالات ہیں تو وہاں پر limited operations ہونے چاہییں تا کہ وہاں پر اسلحہ کی بہتات کو ختم کیا جائے۔

محترمہ سیب اختر: میڈم سپیکر! شکریہ۔ میرا شہر کراچی جس کو روشنیوں کا شہر کہا جاتا تھا، ان دنوں غم کے اندھیروں میں ڈوبا ہوا ہے۔ بے گناہ معصوم لوگ روز مارے جاتے ہیں۔ News channels پر politicians کا ایک رٹا ہوا انگریزی کا جملہ کہ we will take strict action against those involved in criminal activities. I really don't know how they define strict action. I don't know how they define criminal activities. یہ بیانات دینے والے سیاستدان وہی ہیں جو ان لوگوں کو back کرتے ہیں، جو اسلحہ اسمگل کر کے کراچی میں لاتے ہیں۔ ہر political party involved ہے اور خاص طور پر وہ سیاسی پارٹی جو کراچی کو اپنا مال سمجھتی ہے۔ میں نہیں چاہتی کہ مجھ پر points of order کی بہتات ہو۔ میں ثمن احسن اور سراج میمن کے بیچ میں بیٹھتی ہوں لیکن ایک چیز ضرور کہوں گی کہ میری MNA خوشبخت شجاعت صاحبہ ہیں، میں ان کے گھر گئی. I hold that lady in high regard. She is a very respectable person and I was very impressed by her. First time, when I went to her house انہوں نے میرے سامنے MQM کی اتنی اچھی تصویر پیش کی کہ میں اتنی Impress ہوئی اور میں نے کہا میں بڑی ہو کر MQM join کروں گی لیکن جب اپنے گھر آئی تو میری ماسی جو ماڑی پور کراچی میں رہتی ہے جو ان کا ہی علاقہ ہے، اس نے مجھے بتایا کہ ان کے گھر پر رات کو knock کیا گیا اور انہوں نے gun point پر ان کے پورے خاندان والوں کو کہا کہ کل عورتوں کا جلسہ ہے اور سب عورتیں آئیں گی اور ٹرک بھر بھر کر ان ہی عورتوں کو لے جایا جاتا ہے۔ اس لیے political parties کے لیے بہت ضروری ہے کہ وہ وہی کریں جو ان کو کرنا چاہیے۔ ایک تو کراچی میں صرف گیارہ ہزار پولیس والے ہیں، ان کو بھی political parties pressurize کرتی ہیں۔ میں سفارش یہی ہے کہ ہر ادارے کو depoliticize کیا جائے۔ ہر institution اپنا کام کرے جو اس کو کرنا چاہیے۔ گلگت بلتستان، بلوچستان اور پورے ملک میں جہاں جہاں حالات خراب ہیں، دعا کرتی ہوں کہ حالات ٹھیک ہو جائیں تا کہ بندہ گھر سے نکلے تو یہ نہ سوچے کہ زندہ واپس آوں گا کہ نہیں۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: اشنا احمد صاحبہ۔

محترمہ اشنا احمد: میڈم سپیکر! شکریہ۔ تمام باتیں ہو گئی ہیں، میں صرف military کے حوالے سے کہوں گی کہ آپ اس کو کراچی میں استعمال کر سکتے ہیں لیکن اس کو صرف temporary solution کے طور پر استعمال کر سکتے ہیں۔ جیسے 92 military آئی تھی تو ایک دم temporary solution ہو گیا تھا اور law and order situation بہتر ہو گئی تھی لیکن آخر یہ ہی ہوا کہ Army کے جانے کے بعد جیسے ہیں Rangers and Police نے جب take over کیا تو پھر وہی problems arise ہونا شروع ہو گئیں۔ اس کو فوری مسئلے کا حل

ڈھونڈنے کے لیے استعمال کریں لیکن کراچی میں depoliticization and through law and order situation dialogue ہی بہتر ہو گی۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: ثمن احسن صاحبہ۔

محترمہ ثمن احسن: شکریہ میڈم سپیکر۔ یہاں پر movers نے بہت سی باتیں کر دی ہیں جو کہ بڑے افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے مجھے irrelevant لگیں۔ Law and order situation پر بات کرنی تھی، کسی ایک سیاسی جماعت کا background جو پہلے ہی بہت discuss ہو چکا ہے، وہ بیان نہیں کرنا تھا۔ میں یہ کہوں گی کہ Karachi is the gateway of Pakistan. The city of bright lights also called as mini Pakistan. آپ کو یہ سن کر اچھا لگے گا کہ sub continent میں ریلوے کا پہلا سٹیشن کراچی میں ہی بنایا گیا تھا۔ اس زمانے میں انگریز بھی کہتے تھے کہ یہ شہر بہت ترقی کرے گا۔ یہ بھی شاید کسی کے علم میں نہ ہو کہ پہلے international flights بھی through Karachi جایا کرتی تھیں لیکن اب دبئی جاتی ہیں۔ میرے خیال میں جہاں تک law and order کی بات ہے تو بہت ممکن ہے کہ بین الاقوامی طاقتیں بھی اس میں involved ہوں، اندرونی بھی ہو سکتی ہیں کیونکہ وہ نہیں دیکھ سکتے کہ کراچی اتنا ترقی کرے، ہر investor کراچی کر طرف دیکھتا تھا لیکن اب law and order situation اتنی خراب ہو گئی ہے کہ کوئی بھی اس طرف نہیں دیکھتا اور investors یہاں سے move کر رہے ہیں۔

میں دوسری بات یہ کروں گی کہ transport پر بھی ایک مخصوص جماعت نے قبضہ کیا ہوا ہے اور جب بھی کچھ ہوتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ transport نہیں چلے گی۔ ظاہر ہے جب transport نہیں چلے گی تو پورا کراچی نہیں چلے گا۔ ہمیں یہ بھی کرنا چاہیے کہ قبضہ مافیا جس کو ایک پارٹی کے بائیکاٹ کی وجہ سے موقع مل گیا کہ وہ کراچی میں حکومت بنا لیں اور وہ وہاں پر قبضہ مافیا بن گئے ہیں۔ اب رکشہ ڈرائیور ان کی پارٹی کے صدر بنے ہوئے ہیں۔ کسی نے یوٹیوب پر وہ مناظر نہیں دیکھے کہ لیاری میں معصوم لوگوں کو قتل کیا گیا تھا۔ اتنے سے بلیڈ سے ان کے جسم کو آدھا آدھا کیا ہوا تھا اور یہ utube videos پر uploaded ہیں، وہ کسی نے نہ دیکھا اور نہ ہی mention کیا لیکن میں کروں گی۔ جب محترمہ بینظیر بھٹو کا راولپنڈی میں قتل ہوتا ہے تو اس میں کراچی والوں کا کیا قصور ہے؟ اللہ نہ کرے ان کا قتل کراچی میں ہوتا تو یہ تو صفحہ ہستی سے ہی مٹ چکا ہوتا۔ آپ کو شاید یہ بات معلوم نہیں ہو گی کہ industrial area میں کام کرنے والی کچھ لڑکیوں کا پتا ہی نہیں چل سکا، اس رات وہ کہاں گئیں۔ کسی کی لاش ملی اور کسی کی آج تک نہیں ملی۔ بہت سی ایسی خواتین کو مسجدوں میں چھپایا گیا اور ان کی حفاظت کی۔ آپ جن کو برا بھلا کہتے ہیں، انہوں نے اچھے کام نہیں کیے ہوں گے، میں ان کی طرفداری نہیں کر رہی لیکن جو اچھی چیز ہو، میں اس کو ہمیشہ appreciate کرتی ہوں۔ ان لڑکیوں کو مسجد میں پناہ دی گئی، رات بھر ان کی حفاظت کی گئی۔ اس لیے میں کہوں گی کہ تنقید برائے تنقید کی بجائے تنقید برائے اصلاح کی جائے۔ جہاں تک law and order کی صورتحال ہے، پولیس کو کراچی میں درست کیا جائے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جناب تبریز صادق مری صاحب۔

جناب تبریز صادق مری: میڈم سپیکر! شکریہ۔ میں اس پر زیادہ نہیں بولنا چاہ رہا تھا کیونکہ لوگ بہت کچھ کہہ چکے ہیں۔ ہماری ایک ساتھی نے کہا کہ flightsکراچی سےlink ہو کر جایا کرتی تھیں اور پاکستان کا سب سے پہلا ریلوے سٹیشن وغیرہ بھی، آج سے تقریباً پچیس سال پہلے ہی حالات بگڑنا شروع ہوئے ہیں اور جب سے ایک، دو جماعتیں حاوی ہوئی ہیں، ان کی وجہ سے ہی حالات خراب ہونا شروع ہوئے ہیں۔ لیاری آپریشن کی بات کی گئی، اس کی اور بارہ مئی کی Utube videos پر دیکھی گئیں لیکن میں کسی ایک سیاسی جماعت پر تنقید یا اس کا دفاع نہیں کروں گا۔ سب میں problems ہیں، سب سیاسی جماعتوں کے پاس terrorist wings بھی ہیں، اس بارے میں سپریم کورٹ کا ایک فیصلہ بھی آیا تھا۔ اب ہمیں کیا کرنا ہے؟ What is the way forward? Way forward can be determined in two ways. One is short term and other is long term. Obvious next year will be elections year. We will have to ensure that elections are free and fair تا کہ اگر کراچی میں کسی ایک سیاسی جماعت کی true political representation ہے تو .then they deserve it ہم کسی کو روکنے والے کوئی نہیں ہوتے لیکن اگر کسی کو ڈرا، دھمکا کر اور جعلی ووٹوں کے ذریعے سے اکثریت حاصل کرتا ہے تو .that is condemnable بات یہ ہے کہ deweaponsization کرنی چاہیے اور free and fair elections ہونے چاہییں۔ میں کبھی بھی military کو استعمال کرنے کے حق میں نہیں رہا لیکن کراچی کی صورتحال کافی عرصے سے خراب ہے، تو if necessary military use کر لی جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: محترمہ انعم محسن صاحبہ۔

محترمہ انعم محسن: میڈم سپیکر! شکریہ۔ میں یہ کہنا چاہوں گی کہ no doubt resolution اچھی ہے اور ہر session میں کراچی کے ممبران کی طرف سےایسیresolution آتی رہی ہیں۔ میں ان کی توجہ اس طرف دلانا چاہوں گی کہ آپ یہ کہتے رہتے ہیں کہ military کی مداخلت نہیں ہونی چاہیے، نہیں ہونی چاہیے، نہیں ہونی چاہیے اور پھر بھی کہہ رہے ہیں کہ لانا چاہیے۔ اگر آپ جمہوریت پر یقین رکھتے ہیں تو آپ کیوں اس طرف جاتے ہیں کہ military کو لاؤ؟ Why do not you strong your institutions? کراچی، سندھ میں بڑا مسئلہ ہی یہ ہے کہ وہاں جو parties exist کرتی ہیں وہ اپنے مفاد کے لیے economic factor کو بھول جاتی ہیں اور ان کے بیچ ایک blame game ہو رہی ہے۔ وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ پاکستان اگر کراچی اتنا ہی اہم ہے تو وہ سندھی یا کراچی کے لوگ بن کر نہ سوچیں اور پورے پاکستان کے لیے سوچیں۔ اس لیے institutionalization ہونی چاہیے، یہ way forward ہے۔ میرے خیال سے military intervention کے سلسلے میں اگر آپ کہتے ہیں کہ فاٹا میں آپریشن نہیں ہونا چاہیے تو پاکستان کے کسی بھی علاقے میں governance military interference کے حوالے سے نہیں ہونی چاہیے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ انعم ضیا صاحبہ۔

محترمہ انعم ضیا: میری امی کراچی کی ہیں اس لیے I am fully aware what is going in Karachi and I have full report about it. آج سے دس، بیس سال پہلے جو حالات تھے، اب نہیں ہیں۔ They resolution is very good. I second Anam Mohisn’s opinion that we have been saying since the beginning that military

مجھے لگتا ہے کہ ہم پھر اس کو oppose کر رہے ہیں۔ جب interference in democracy should not be accepted. جنرل نصیر اللہ بابر نے 1992 نے کراچی میں جب آپریشن کیا تھا تو آپ کو پتا ہے کہ کراچی میں کیا حالات ہوئے تھے اور کتنی mass killings ہوئیں تھیں۔ اگر ہم کراچی میںmilitary interference لانا چاہ رہے ہیں تو وہ war zone بن جائے گا۔ They are political parties, who oppose the interference اور اس وقت جو حالات ہیں، ان سے دس گنا زیادہ خراب ہو جائیں گے۔ Two major political parties are existing in Karachi at the moment, there is a blame game going on. میں نے یہاں پر notice کیا ہے کہ some are blaming one party the rest are counter parting کہ ان کی غلطی نہیں ہے۔ پہلے ان کو resolve کرنا چاہیے اور اپنے آپ کوpolitically establish کرنا چاہیے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ سلمان خان شنواری صاحب۔

جناب سلمان خان شنواری: یہاں پر بڑی اچھی debate ہو رہی تھی جس میں political parties پر stanceلیا جا رہا تھا۔ وہاں پر ایک political party نہیں دو، تین ہیں۔ پہلے MQM نے شروع کیا، پھر ANP and PPP آئے، یہ دو، تین پارٹیاں ہیں، وہاں پر ایک سیاسی جماعت یہ کام نہیں کر رہی۔ جس طرح حزب اختلاف نے کہا کہ اس کا way forward کیا ہے۔ میرے نزدیک یہ ہے کہ یہاں پر free and fair elections ہوں۔ انہوں نے اس سلسلے میں military کی بات کی کہ شہریوں کو protection کا احساس ہو۔ پولیس اور bureaucracy کو political leadership آزاد کیا جائے کم از کم کراچی میں تو کیا جائے اگر باقی جگہ پر نہیں کراتے۔ وہاں پر سپریم کورٹ یا ہائی کورٹ کا ایک بنچ بیٹھے جو یہ دیکھے کہ جو سیاسی جماعتیں اس میں ملوث ہیں تو اس پر پارٹی کو ban کر دیا جائے۔ یہ قصہ تیس سال سے چلا آ رہا ہے اور یہ چیز ہوتی جا رہی ہے کیونکہ اگر ایک جماعت اس میں ملوث ہے تو اس قصے کو لٹکانے کی بجائے، اس پر action لے کر اس کو ban کیا جائے۔ میں ایک اور چیز add کرنا چاہوں گا۔ ہماری Youth Parliament کے کچھ ممبران کی Foreign Office کے ایک Deputy Director سے ملاقات ہوئی تھی تو انہوں نے بتایا کہ یہ میں نے خود دیکھا ہے کہ سندھ کے کراچی سے تعلق رکھنے والے کچھ وزرا MI-5 and MI-6 سے انگلینڈ جا کر briefing لیتے تھے۔ اگر اس کو deny کرے تو میرے خیال میں وہ بندہ بہت سادہ ہو گا۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ گوہر زمان صاحب۔

جناب گوہر زمان: میڈم سپیکر! ممبران نے ایک مشترکہ قرارداد پیش کی ہے اور حالات کو اچھی طرح سے بیان بھی کیا ہے گو کہ اس میں اختلاف بھی پایا گیا لیکن چونکہ کراچی mini Pakistan ہے اور پاکستان میں تو اختلاف رائے ہے ہی۔ یہ بات سمجھنے کی ہے کہ یہ صرف کراچی والوں کا مسئلہ نہیں ہے، اگر آپ کراچی کی اہمیت دیکھیں کہ اگر کراچی ایک دن کے لیے بند ہو تو پنجاب اور پورے ملک کی industry and economy اس سے affect ہوتی ہے۔ ہمیں اس بات کو بھی تسلیم کرنا چاہیے اس لیے وہ ہمارا prime concern ہے۔جہاں تک فوج کی بات ہے تو میں نہیں سمجھتا کہ یہ اتنا غیر جمہوری عمل ہو گا کہ on the call of civil government اگر فوج کو استعمال کریں کیونکہ کہ فوج کا ادارہ بیرونی اور اندرونی امن و امان

کے لیے بنایا گیا ہے اور اس کو اگر on the call of civil government استعمال کرتے ہیں تو میں نہیں سمجھتا کہ اس میں کوئی قباحت ہے۔ ایک بات یہ بھی سمجھنے کی ہے کہ elections میں تو military deploy ہوتی ہی ہے تو پھر بھی ہم یہ دیکھتے ہیں کہ election results وہی ہوتے ہیں جس طرح کے results بیس، پچیس سال سے آ رہے ہیں۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ during the elections military deployment کو بڑھانا چاہیے، یہ پورے ملک میں ہونا چاہیے اور خصوصی طور پر کراچی میں ہو۔ اس کے علاوہ وہاں پر paramilitary forces کو مزید اختیار دینا چاہیے تا کہ وہ neutrally operate کر سکے۔ اس لیے de-politicization ہی اس کا واحد حل ہے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: آپ کا بہت شکریہ۔

جناب جمال نصیر جامعی: میڈم سپیکر! میں یہ وضاحت کرنا چاہوں گا کہ کراچی میںelections کے دوران کبھی فوج deploy نہیں ہوئی۔شکریہ۔

جناب حفیظ اللہ وزیر:میڈم سپیکر! میں amendment propose کر سکتا ہوں؟

میڈم ڈپٹی سپیکر: جی، آپ amendment پڑھ کر سنائیں۔

جناب حفیظ اللہ وزیر: میڈم سپیکر! Amendment یہ ہے کہ 1992 کے بعد سے military operations ہو رہے ہیں۔ جب شوکت سلطان وزیرستان آئے تو انہوں نے پہلی بات کہی کہ میں نے کراچی کا آپریشن بھی کیا، وزیرستان کیا ہے لیکن میرے خیال میں نہ کراچی میں امن آیا اور نہ ہی وزیرستان۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: حفیظ صاحب amendment کی lines پڑھ کا سنائیں۔

جناب حفیظ اللہ وزیر: یہ جو آخری line ہے۔ Also utilize military for this purpose if required. اس میں military کی line ختم کر دی جائے کیونکہ military کے فیصلے temporary ہوتے ہیں، permanent نہیں ہوسکتے۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ کیا اس کے movers اس amendment کی حمایت کرتے ہیں؟

(اس موقع پر No, No, کی آوازیں سنائی دیں)

جناب حسیب احسن: اس کے کچھ contents پڑھ لیں اور سمجھ لیں کہ if required اسلام آباد میں پرسوں بھی فوج آئی تھی، ہمارے آئین میں بھی ہے کہ فوج کو بلا سکتے ہیں۔

Madam Deputy Speaker: Let me put this resolution to the House for voting.

(The resolution was adopted)

Madam Deputy Speaker: The House was adjourned to meet again tomorrow on 10.30 am.

[The House was then adjourned to meet again on 23rd September, 2012 at 10.30 a.m.]